رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۱۷۹

لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ

عسٰی ان یبعثک ربک مقاما محمودا

دنیا کے مذاہب پر نظر اور اہل مذاہب کا تشحیذ الاذہان

(یعنی)

رسالہ ریویو آف ریلیجنز

ایڈیٹر قاضی محمد ظہور الدین اکمل

نمبر ۲ | فروری سنہ ۱۹۲۳ء مطابق جمادی الثانی سنہ ۱۳۴۱ھ | جلد ۲۲

چندہ سالانہ ہندوستان میں تین روپے ہندوستان سے باہر ساڑھے تین روپے

مصدقہ طلباء اور غیر احمدیوں سے اڑھائی روپے

فہرست مضامین

اصلاح النفس ۴۹-۶۲ — خلاصہ تقریر حضرت خلیفۃ المسیح، مرتبہ فاضل سیکھوانی

انجیل سے معیار صداقت ۶۳-۶۴ — اکمل

ترانہ بسمل

قرآن و حدیث سے پیشگوئیاں علی ۶۵ — مولانا کرم داد صاحب ... والیال

خداوند کا حلیہ بائیبل میں ۷۲/۷۳ — منشی فضل حسین صاحب احمدی مہاجر

آریوں کے اعتراض کا جواب (طوفان نوح) ۷۳/۷۶ — حاجی عبد الحی صاحب سکندر آباد دکن

حضرت مرزا صاحب کا حج ۷۶/۸۵ — خواجہ جلال الدین صاحب مولوی فاضل

مردوں اور عورتوں کے قوٰی میں مساوات نہیں ۸۶/۸۷ — سید محمد اسحٰق صاحب مولوی فاضل

ہم اور ہمارے ہم عصر ۸۸-۹۳ — اکمل

صداقت آثار بجواب مطلع الانوار ۹۳/۹۵ — سید صادق حسین صاحب اٹاوی

حب کا مجرب و آزمودہ عمل ۹۶ — اکمل

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں باہتمام شیخ عبد الرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا

Digitized by Khilafat Library

ماہ فروری رسالہ وی پی ہوا

ہم نے خدا کا نام لے کر ماہ فروری کا یہ رسالہ وی پی کر دیا ہے۔ امید ہے۔ اسے احباب کرام وصول فرما لینگے۔ اور واپسی سے نقصان نہ پہنچائینگے۔

۲۔ جن دوستوں کی قیمت سنہ ۱۹۲۲ء تاحال وصول نہیں ہوئی۔ ان کے نام آئندہ رسالہ بھیجنا بند کر دیا ہے وہ مہربانی فرما کر سنہ ۱۹۲۲ء کا بقایا ادا کر کے آئندہ جاری کروا سکتے ہیں۔

حضرت علی کی رائے شیخین کے بارے میں:۔ کچھ عرصہ ہوا ایک مضمون میرے پاس پہنچا۔ بدخط اور غلط عبارات سے مملو چونکہ نیچے وہ المیال لکھا تھا میں سمجھا کسی نوآموز احمدی کا ہے اسلئے میں نے اپنے قلم سے ایک مضمون لکھا جسمیں اسکے مراسلہ کا مفہوم بھی آگیا اور نیچے کرم حسین لکھ دیا۔ اب مجھے معلوم ہوا کہ یہ شخص سلسلہ کا سخت معاند ہے کلاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

Digitized by Khilafat Library

رسالہ حامی الصحت لاہور:۔ یہ رسالہ الفضل کی تقطیع پر ماہوار لاہور سے نکلتا ہے اسکے بہت سے ایڈیٹر ہیں جو سب ہی سند یافتہ ہیں علمی مضامین کے علاوہ مجربات کا سلسلہ بھی قابل قدر ہے ہم امید کرتے ہیں کہ یہ رسالہ جسکی لکھوائی چھپوائی کاغذ بھی عمدہ ہے خوب ترقی کریگا۔ کارکنان کو چاہیئے کہ وہ ایسے نسخے نہ شائع کیا کریں جو سہل الحصول نہیں اور جو محض دماغی تفنن کے لئے یا لوگوں کو بھول بھلیاں میں ڈالنے کے لئے چھاپے جاتے ہیں۔ قیمت سالانہ عہ

التبلیغ:۔ یہ رسالہ لکھنؤ سے بادارت مولوی سید احمد صاحب لکھنوی شائع ہوتا ہے۔ اگرچہ مذہب شیعہ ہے مگر کوشش کیجاتی ہے۔ کہ فلسفۃ المذاہب سے بحث کرے اور کسی اندرونی فرقے سے تصادم نہ ہو۔ گو حوالہ جات وغیرہ میں شیعیت کا رنگ غالب رہتا ہے۔ اور شیعہ علم کلام کو ترجیح دی جاتی ہے اور دوسرے فرقوں کا نام اچھے پیرایہ میں نہیں لیا جاتا۔ مثلاً ہمیں مرزائی لکھا ہے۔ حالانکہ مرزائی کوئی مذہب نہیں۔ بہرحال رسالہ اپنے مقصد میں ترقی کرنیوالا ہے۔ لکھائی چھپائی کاغذ عمدہ۔ قیمت سالانہ چار روپے جو زیادہ ہے۔

تبصرۃ الاطباء۔ اس رسالہ کے ایڈیٹر حکیم احمد الدین صاحب طب جدید کے موجد ہیں۔ انکی مجربات اور علمی انکشافات اس رسالہ میں درج ہوتے ہیں۔ دو رسالے (دسمبر و جنوری) کے پڑھنے سے مجھے معلوم ہوا۔ کہ رسالہ بہت کار آمد ہے۔ احباب جو علم طب سے دلچسپی رکھتے ہیں اسکی خریداری بڑھائیں۔ قیمت سالانہ تین روپے طلباء سے عہ پتہ:۔ انجمن خادم الحکمت شاہدرہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اصلاحِ نفس

{درستئ اخلاق کے متعلق یہ حضرت خلیفۃ المسیح کی تقریر بر موقعہ جلسہ سالانہ ۱۹۲۲ء کا خلاصہ ہے جو اپنے الفاظ میں اپنی ذمہ داری پر افادۂ احباب کیلئے شائع کیا جاتا ہے۔ (ایڈیٹر)}

کامیاب ہونیکے لئے تین باتیں ضروری ہیں۔ (۱) ایمان کی حقیقت کو سمجھنا۔ (۲) متعدی روحانی امراض کو دنیا سے مفقود کرنا۔ کیونکہ جبتک متعدی روحانی امراض دنیا میں موجود ہونگی۔ ہم انکے تاثر سے محفوظ نہیں رہ سکتے۔ (۳) حفظ ماتقدم کے طور پر اپنی اولاد کو اس بات کیلئے تیار کرنا۔ اور انکی تعلیم و تربیت کرنا پھر ان کا اپنی اولادوں کو ھکذا الی الآخر۔ جبتک یہ تینوں باتیں نہ ہونگی۔ ہماری کوششیں بیکار ہیں۔

Digitized by Khilafat Library

اب میں روحانی امراض کا ذکر کرتا ہوں۔

روحانی امراض اور جسمانی امراض میں ایک فرق۔

روحانی امراض کی دوسرے امراض سے یہ خصوصیت ہے۔ کہ جب انسان کو مرض کا پتہ لگ جائے۔ اور پھر علاج نہ کرے۔ تو وہ مرض زیادہ مضبوط اور لاعلاج ہو جاتا ہے۔

روحانی امراض کے لئے تین باتوں کی ضرورت ہے۔ (۱) اپنے نفس کے لئے علاج (۲) دوسروں کے امراض کا علاج۔ (۳) اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت اور انکو آئندہ کے لئے تیار کرنا۔

ذاتی بیماری کا علاج

علاج ان امراض کا جو انسان کی ذات سے تعلق رکھتی ہیں تین قسم پر ہیں۔ اوّل وہ بیماریاں جو اپنی ذات کی پاکیزگی کے خلاف ہیں۔ یعنی جنکا انسان کی اپنی ذات سے تعلق ہوتا ہے اور انکے پائے جانے سے انسان خود گنہگار ہو جاتا ہے۔ غیر پر انکا اثر نہیں پڑتا۔ ان میں سے ایک (۱) بدظنی ہے۔ بدظن شخص بہت سی نیکیوں سے محروم ہو جاتا ہے۔ اور اسکے دل سے

نیکی کی عظمت مٹ جاتی ہے۔ کیونکہ جب یونہی دوسروں پر بدظنی کرتا ہے۔ تو آخر ہوتے ہوتے اس کا دل ان کو معمولی بیماریاں خیال کرنے لگ جاتا ہے۔ اور انکی عظمت اسکے دل سے جاتی رہتی ہے۔ تو بعض اوقات وہ خود ان مرضوں میں مبتلا ہوجاتا ہے۔ جیسا کہ جہاں پر کثرت سے چوری ہوتی ہو وہاں جھٹ دوسرے کو چور کہدیتے ہیں اور چور کہدینا انکے نزدیک معمولی بات ہوتی ہے۔

(۲) دوسرا ذاتی گناہ جھوٹ ہے۔ اور اس سے مراد وہ جھوٹ ہے جسمیں کسی دوسرے شخص پر الزام نہیں لگایا جاتا اور نہ ہی اسکا کسی پر اثر ہوتا ہے۔ جھوٹ بھی ایک خطرناک مرض ہے۔ اور جھوٹ بولنے والا شخص حقائق اشیاء سمجھنے سے محروم رہ جاتا ہے۔ اور اسکے نفس سے اچھے اور بُرے کا امتیاز مٹ جاتا ہے جھوٹ بالکل چھوڑ دینا چاہیئے۔ یہ غلط بات ہے۔ جو لوگ کہا کرتے ہیں۔ کہ یہ جھوٹ چھوٹا ہے۔ چھوٹے اور بڑے کا کوئی فرق نہیں۔ سب قسم کے جھوٹ جھوٹ ہی ہیں۔ تمہیں چاہیئے۔ کہ راستی کو اپنا شعار بنا لو۔

(۳) تیسرا جرم اندرونی کینہ ہے۔ یعنی جب ایک بات دوسرے کی نسبت دیکھتا ہے۔ تو اسکو وہیں نکال نہیں دیتا۔ اور دل سے نہیں بھلاتا۔ بلکہ اپنے دل میں رکھ لیتا ہے۔ حالانکہ اسے یاد رکھنے میں اُسے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ اسکا دل میں رکھنا ایسا ہی ہے جیسا کہ جیب میں پاخانہ کو رکھ لینا۔ انسان کسی چیز کو جو محفوظ کرتا ہے تو کسی نہ کسی فائدے کیلئے۔ اسکو یاد رکھنے سے کیا فائدہ۔ کسی کی بُرائی کو دل میں رکھنا کُڑھنے کا باعث ہے۔ اور طبّی رو سے ایسے شخص کی صحت خراب ہوجائیگی۔ اور اسکی طبیعت میں چڑچڑاہٹ آئیگی۔ اسی کو نقصان پہنچیگا۔ دوسرے کا کچھ نہیں بگڑیگا۔ کینے کا مزا ایسا ہی ہے جیسے ایک چیتے نے جسے سڑا ہوا گوشت دیا جاتا تھا۔ پتھر کی کھُردری سِل پر زبان جو رگڑی۔ تو خون بہ نکلا۔ وہ سمجھا کہ تازہ خون ہے حالانکہ اسکی اپنی ہی زبان تھی۔ دلمیں کینہ رکھنے والا شخص بھی اپنی ہی جان کو کھاتا ہے اور اپنے آپ کو تکلیف میں ڈالتا ہے۔

(۴) ایک عیب ذاتی جہالت ہے۔ یاد رکھو علم کے بغیر کوئی کام نہیں چلتا چھوٹی چھوٹی بات بھی بغیر علم کے نہیں ہوسکتی۔ پولیس والے چوری کے علم کے باعث چوری نکال لیتے ہیں۔ علم سیکھنا بُرا نہیں بلکہ بُرے طریق پر اسکو استعمال کرنا بُرا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ اطلبوا العلم ولو بالصین کہ تم علم کو طلب کرو چاہے وہ چین میں جا کر ملے۔ اس لئے میں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ وہ علم سیکھے۔ آنحضرت صلعم کو علم کا اس قدر شوق تھا۔ کہ آپ نے جنگ بدر کے بعض قیدیوں (جنکا فدیہ نہیں دیا گیا تھا) کے دس دس لڑکے سپرد کر دیئے کہ انہیں پڑھائیں۔ پڑھانے کے صلے میں آزادی دیجائیگی۔

(۵) باطنی امراض میں سے ایک سُستی ہے۔ سُستیوں کی وجہ سے انسان عبادت سے محروم رہ جاتا ہے اور اپنے اوقات کو صحیح طور پر استعمال نہیں کر سکتا۔ نرا اخلاص بھی کسی کام کا نہیں۔ جبتک کہ ساتھ

چستی بھی نہ ہو۔ چست آدمی سُست سے چوگنا کام کر سکتا ہے۔ حضرت عمرؓ کو چستی کا اسقدر خیال تھا کہ ایک شخص سر ڈالے ہوئے آرہا تھا۔ تو آپ نے ٹھوڑی کے نیچے سے مکّہ مارا اور فرمایا۔ کہ کیا اسلام مرگیا ہے۔ کہ تُو نے اپنا سر یُوں جُھکایا ہُوا ہے۔ پس مومن کو چاہیئے۔ کہ وہ سُستی کو ظاہر نہ ہونے دے۔ بلکہ بتائے۔ کہ وہ کام کرنیکا اہل ہے۔ آنحضرت صلعم ایک شخص کو جنگ میں اکڑ کر چلتے ہوئے دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ اور فرمایا کہ تکبّر اگرچہ خدا کے نزدیک بُرا ہے۔ مگر جو خدا تعالیٰ اور اسکے رسولؐ کے دشمنوں کو اپنی قوّت دکھانے کے لئے اکڑ کر چلتا ہے۔ اس کا یہ فعل بھی بہت پسندیدہ ہے۔ . . . . پس تمہیں چاہیئے کہ اس مرض کا بھی علاج کرو اور سُستی دُور کرو۔

Digitized by Khilafat Library

(۶) بُزدلی۔ بُزدلی بھی ایک خطرناک عیب اور گناہ ہے۔ مگر عموماً لوگ اس کا احساس نہیں رکھتے۔ یاد رکھو۔ کہ ایمان اور بُزدلی ایک جگہ جمع نہیں ہوسکتے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کا گورداسپور میں ایک مقدمہ تھا۔ آپکے ایک دشمن غیر احمدی مسلمان کو جو کہ آریوں کا دوست تھا۔ اس بات پر غیرت آئی۔ کہ آخر مرزا صاحب مسلمان تو ہیں۔ اور اسلام کی طرف سے لڑنے والے ہیں۔ اس نے آپسے آکر کہا۔ کہ آریوں نے مشورہ کیا ہے۔ کہ اب لیکھرام کا ضرور بدلہ لینا ہے۔ کم از کم اسکو ہتھکڑی ضرور لگوادینی چاہیئے۔ چاہے ایک گھنٹہ کیلئے ہی ہو۔ خواجہ کمال الدین کو پتہ لگا۔ تو اس نے گھبراتے ہوئے آپسے کہا کہ صلح کرلینی چاہیئے۔ آپ لیٹے ہوئے تھے۔ اٹھے اور فرمانے لگے۔ خواجہ صاحب خدا تعالیٰ کے شیر پر ہاتھ ڈالنا کس کی مجال ہے۔ میں خدا تعالیٰ کا ایک شیر ہوں۔ خدا تعالیٰ کے بندے نرم اور منکسر المزاج تو ہوتے ہیں۔ لیکن خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے۔ بُزدل کے یہ معنی ہی نہیں۔ کہ وہ لڑ کر بہادری نہیں دکھلاتا۔ بلکہ وہ شخص بھی بُزدل ہے۔ جو مثلاً دفتر میں ملازم ہے وہ تبلیغ کرتا ہے۔ اس کا افسر اس سے ناراض ہوتا ہے۔ تو وہ افسر کے ڈر کے مارے تبلیغ سے رُکتا ہے۔ اگر بہادر ہوتا۔ تو نہ رُکتا اور یہ کیسے ہوسکتا تھا۔ جبکہ ایک سپاہی جنگ میں اپنی جان دیدیتا ہے تو کیا یہ خدا کے لئے ملازمت نہیں چھوڑ سکتا تھا۔ اسی طرح بدعتوں اور رسومات کا لوگوں کی طامتوں سے ڈر کر بجالانا بھی بُزدلی میں داخل ہے۔ پس بُزدلی کی تعریف یہ ہے کہ کسی وجہ سے اپنے فرض منصبی کو ادا نہ کرنا۔

(۷) فخر و خیلاء۔ فخر و خیلاء بھی اندرونی مرضوں سے ایک خطرناک مرض ہے۔ اس سے بھی انسان کی روح پہلی حالت سے گرجاتی ہے۔ کیونکہ فخر کرنیوالا دوسرے بندوں کو گرانا اور خود بڑا بننا چاہتا ہے۔ اور اصل بات یہی ہے۔ کہ دنیا میں انبیاءؑ کے سوا کوئی فخر کرنیوالا ایسا نہیں ملتا جو دوسرے بندوں سے بڑا نہ بننا چاہتا ہو۔

(۸) بے غیرتی۔ جس طرح کینہ بُرا ہے۔ ایسے ہی بے غیرتی بُری ہے۔ مومن کے اندر غیرت کا ہونا بھی

اور غیرت کے ماتحت ہر کام کرنیکے لئے تیار ہی۔ بے غیرتی اخلاق میں ہی استعمال نہیں ہوتی۔ بلکہ عام ہے۔ مثلاً ایک شخص اسلام پر حملے کرتا ہے۔ اور یہ چپ ہو کر سنتا ہے۔ تو یہ بے غیرت ہے۔ جبکہ لوگ چھوٹی چھوٹی باتوں پر جان دینے کے لئے تیار ہوتے ہیں تو کیا یہ دین کے لئے غیرت نہیں دکھا سکتا۔ اسلیئے اپنے میں غیرت پیدا کرنی چاہیئے۔ اور تمہارا فرض ہے کہ جب تبلیغ وغیرہ میں روکیں پیدا ہوں تو ان کو دور کرنے کی کوشش کرو۔

Digitized by Khilafat Library

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک دفعہ آریوں کے جلسے پر چند اشخاص یہاں سے بھیجے میں بھی انہیں شامل تھا۔ خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کو امیر بنایا۔ پہلے جلسہ میں حضرت مسیح موعودؑ کا مضمون پڑھا گیا پھر آریوں کا مضمون جوکہ گالیوں سے بھرا ہوا تھا پڑھا گیا میرا دل چاہتا تھا کہ میں وہاں سے نکل آؤں۔ مجھے اب تک افسوس ہے کہ میں کیوں وہاں بیٹھا رہا اور وہاں سے نکل نہ آیا۔ میں نکلنے کے لئے اٹھا بھی تھا۔ مگر اکبر شاہ خاں نجیب آبادی نے کہا رستہ نہیں ہے۔ یہیں بیٹھے رہیں۔ جب قادیان آئے۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کو اس بات کا پتہ لگا۔ تو آپ سخت ناراض ہوئے۔ اور مولوی صاحب کو بار بار فرمایا۔ کہ مولوی صاحب آپ تو عالم تھے۔ آپ کیوں ایسی مجلس میں بیٹھے رہے۔ ۲ گھنٹے تک بار بار آپ مختلف مجلسوں میں یہی ذکر کرتے رہے۔ آخر بہت سی معذرت کے بعد آپ نے معافی دی۔ اسی طرح پیغامیوں کو بھی بے غیرتی نے خراب کیا۔ خواجہ صاحب نے کہیں لیکچر دیا۔ اور اسکی لوگوں نے تعریف کر دی۔ تو وہ سمجھ بیٹھے کہ بس یہ تو مسلمان ہو گیا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کو چاہے وہ گالیاں ہی دیتا ہو۔ پس یاد رکھو کہ جن کا احترام کرنا تمہارے لئے واجب ہے۔ اگر کسی مجلس میں انکی ہتک کیجاتی ہو۔ تو تم اس مجلس سے چلے جاؤ۔ اور اگر کوئی تبلیغ میں روک ڈالے۔ تو تم نہ ہٹو جبتک کہ تم اس روک کو دور نہ کر لو۔ سکھوں کو دیکھا انہوں نے کہا۔ ہم نہیں چاہتے۔ کہ ہمارے معبد غیر کے قبضہ میں ہوں۔ ہم انکے اس فعل کو غیرت پر محمول کرتے ہیں۔ اسکے متعلق ہم کچھ نہیں کہتے۔ کہ آیا وہ اس قبضہ کرنے میں حق بجانب ہیں یا نہیں۔ مگر انکا اس کام کیلئے اس قدر تکالیف برداشت کرنا دل میں ایک سرور پیدا کرتا ہے۔

(۸) ناشکری۔ ناشکری بھی ذاتی عیب ہے۔ اسکی وجہ سے بھی انسان روحانی ترقی سے محروم ہو جاتا ہے۔ مسلمانوں کی تباہی کا بڑا باعث ناشکری تھی کہ انہوں نے حضرت عیسیٰؑ کو بڑھانا شروع کیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے امتنان و احسان کو بھول گئے۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ان کو بھی اصل منعم نے بھلا دیا۔ اور ذلیل ہو گئے۔ پس لازم ہے۔ کہ جنہوں نے ہم تک دین کی باتیں

پہنچائیں۔ ان کا شکر کیا جائے اور ان کے لئے دعا کیجائے۔ پس قدردانی کی عادت ڈالو۔ آنحضرت صلعم فرماتے ہیں۔ من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ کہ جس نے لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کیا اُس نے خدا کا بھی شکریہ نہیں کیا۔ پس ناشکر نہیں ہونا چاہیئے۔

(۹) خودکُشی۔ خودکشی بھی ایک ذاتی عیب ہے۔ خودکُشی اللہ کی ذات سے مایوسی کا نام ہے۔ کیونکہ انسان جب یہ سمجھ لیتا ہے۔ کہ اب کچھ ہو نہیں سکتا تو خودکُشی کر لیتا ہے۔ اسی لئے خدا تعالیٰ نے اس جُرم کو اتنا بڑا بتایا ہے۔ کہ اسکی سزا سے کبھی انسان نجات نہیں پا سکتا۔ کیونکہ اور گناہوں کی سزا سے نجات پانا توبہ کے ذریعہ ہوتا ہے۔ اور جو خودکُشی کرتا ہے۔ اسکے لئے توبہ کا موقعہ ہی نہیں ملتا۔ ایک دفعہ میں نے سوچنا شروع کیا کہ وہ کونسا گناہ ہے۔ جس سے نجات نہیں ہو سکتی۔ تو مجھے یہی گناہ نظر آیا۔ مذکورہ بالا ذاتی امراض کی موٹی موٹی مثالیں ہیں۔

دوم۔ دوسری قسم کے وہ امراض ہیں۔ جن کا دوسرے کے ساتھ تعلق ہوتا ہے۔ اور انکا روحانیت کے خلاف اثر پڑتا ہے۔ ان میں سے ایک

(۱) خیانت ہے۔ جب کوئی شخص خیانت کرتا ہے تو دوسرے کا حق مار لینا دوسرے پر بُرا اثر ڈالتا ہے۔ بہت ہیں جو اسے بُرا سمجھتے ہیں مگر ادا کرتے وقت وہ دینے میں نہیں آتے۔ احمدی جماعت میں خدا تعالیٰ کے فضل سے کوئی ایسا آدمی تو دیکھنے میں نہیں آیا جس نے بالکل انکار کر دیا ہو۔ اس سے ترقی تو معلوم ہوتی ہے۔ مگر ابھی تک شاید بعض ایسے افراد پائے جاتے ہیں۔ جو امانت کو خرچ کر لیتے ہیں۔ جب ان سے امانت طلب کیجاتی ہے۔ تو کہدیتے ہیں کہ ابھی تو میرے پاس نہیں ہے جب ہوگا دیدونگا یہ بھی ایک بڑی خیانت ہے کیونکہ اس نے تو اسلئے دیا تھا۔ کہ جب چاہے لے لیگا۔ اور اس کے جلدی نہ دینے سے بھی اُسے ایسے ہی نقصان ہوتا ہے جیسے کہ کسی کے انکار کر دینے سے۔ میری نزدیک خیانت کا مفہوم یہ ہے۔ کہ اگر ایک تمہارا عزیز ایسا بیمار ہو کہ اگر اس کا علاج نہ کروگے تو وہ مر جائیگا اور تمہارے پاس امانت کے مال کے سوا اور کوئی مال نہ ہو۔ تو علاج بیشک چھوڑ دو۔ مگر امانت کے مال سے خرچ نہ کرو۔ اور یہ موقع ہی نہ آنے دو کہ مال والا تمہارے پاس اپنا مال لینے کے لئے آئے اور تم دے نہ سکو۔ کیونکہ بیمار کی موت تو شکّی ہے۔ لیکن اس سے تمہاری اخلاقی موت یقینی ہو جائیگی۔

(۲) تہمت بھی بڑا ظلم ہے۔ یہ بلاوجہ دوسرے کے ذمے قصور لگانا ہے۔ جس طرح کہ ایک مجسٹریٹ کو جبکہ وہ بغیر تحقیق و تفتیش کسی کے خلاف فیصلہ کر دے بُرا سمجھا جاتا ہے۔ ویسے ہی تہمت لگانا ہے۔ کسی کو چور یا ڈاکو وغیرہ کہدینا سزا سے بڑھکر ہے۔ کیونکہ اس سے وہ لوگوں میں بدنام ہو جاتا ہے اور

اسکی عزت جاتی رہتی ہے۔ اور لوگوں کی آنکھوں میں ذلیل ہو جاتا ہے۔

(۳) **ظلم**۔ اسوقت دنیا میں ظلم بہت ہوتا ہے۔ بعض دفعہ اسکو دیکھ کر مجھے خیال آتا ہے۔ کہ بولشویک اسکا طبعی نتیجہ ہیں۔ امیر غریب پر۔ بادشاہ فقیر پر۔ آقا نوکر پر افسر ملازم پر ہر جگہ ظلم ہی کرتے نظر آتے ہیں۔ اور بعض دفعہ تو وہ ایک دوسرے کے حق کو تلف کرنیکے لئے بیتاب نظر آتے ہیں۔ حالانکہ مومن اپنا حق دوسرے کے لئے تلف کر دینا چاہتا ہے۔ اگر اس درجہ پر نہیں تو کم از کم دوسرے کا حق تو تلف نہ کرے۔ پس معاملات میں دوسرے کے حقوق کو تلف کرنا بھی ظلم ہے۔

(۴) **دھوکہ**۔ ایک شخص تو دوسرے پر اعتبار کرتا ہے۔ اور یہ اسکے اعتبار سے ناجائز فائدہ اٹھاتا ہے۔ یہ بھی ایک بڑا جرم ہے۔ اور یہ ایک ایسا جھوٹ ہے جس سے دوسرے کو نقصان پہنچتا ہے۔ بعض لوگ دھوکہ دیکر دوسرے کی چیز لے لیتے ہیں۔ اور دوسرے کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ اگر پتہ لگ جائے تو کہدیتے ہیں۔ کہ میں نے تو یونہی مذاق کیا تھا۔ یاد رکھو یہ کوئی ہنسی نہیں۔

(۵) **قتل** یہ بھی خطرناک جرائم سے ہے۔ یہ دوسرے کو ایک ایسا نقصان پہنچاتا ہے جس کا کوئی تدارک نہیں ہو سکتا۔ ہماری جماعت میں قتل تو نہیں ہے۔ مگر قتل زبردستی کسی کو مار دینا ہی نہیں ہے۔ بلکہ کسی کو ایسا نقصان پہنچا دینا یا غصہ میں ایسے طور پر مارنا کہ جس سے دوسرا مر جاتا ہے۔ اسے بھی قتل کہتے ہیں۔ قرآن مجید نے اسکی سزا بھی مقرر کی ہے۔ تم مومن ہو۔ اسلئے تم مارو ہی نہیں۔ کیونکہ جب ہاتھ چلاؤ گے تو مرنیکا خطرہ ہے۔

Digitized by Khilafat Library

(۶) **چوری**۔ چوری بھی ہماری جماعت میں دوسروں کی طرح نہیں۔ مگر بعض علاقوں میں لوگ جانوروں کی چوری کو چوری ہی نہیں سمجھتے۔ وہ یاد رکھیں کہ یہ بھی چوری ہے۔ نام بدل دینے سے اسکے الزام سے نہیں بچ سکتے۔ جیسے سیندھ لگا کر زیور نکال لینا چوری ہے ویسے ہی بیل نکالنا۔ جب بعض لوگوں کو کہا جاتا ہے۔ کہ ایسا نہ کرو۔ تو وہ کہتے ہیں۔ کہ اس طرح تو لوگ ہمیں لوٹ لیں گے۔ دیکھو جب مکہ والوں کو ایسی باتوں سے منع کیا جاتا تھا تو انہوں نے بھی یہی کہا تھا۔ کہ اگر ہم ان باتوں پر عمل کریں تو لوگ ہمیں لوٹ لینگے۔

گناہ دو قسم ہیں

بعض گناہ ایسے ہوتے ہیں جن کا شہوات سے تعلق نہیں ہوتا۔ یہ کمینہ عیب ہوتے ہیں۔ انکے اندر خساست ہوتی ہے۔ چند بیلوں کے لئے احمدیت کو خسیس مت بناؤ۔ اگر بیل لے جاتے ہیں تو لیجانے دو۔ خدا خود تم کو دیدیگا۔ اور چور خود پکڑے جائینگے دیکھو پچھلے دنوں میرے دو گھوڑے چرائے گئے تھے چوروں کو جب سراغرسانی کرتے ہوئے پکڑا گیا

تو وہ قسمیں کھا کر چھوٹ گئے۔ اور کہنے لگے کہ ہم پکڑوا دینگے۔ مگر قلیل عرصہ میں ہی ایک مر گیا اور دوسرا کسی اور جُرم کی وجہ سے سخت قید میں چلا گیا۔

اگر ہو سکے تو تم سراغرسانی میں مشق کرو۔ جہاں چور جائے اُسکو پکڑو۔ چند چوریاں اگر پکڑ لیگے۔ تو وہ خود باز آجائینگے۔ اگر یہ نہیں کر سکتے۔ تو خدا تعالیٰ سے دعائیں کرو۔ مگر چوری سے اپنے ایمان کو ضائع مت کرو۔

Digitized by Khilafat Library

(۷) **مار پیٹ** چھوٹی چھوٹی باتوں پر مار پیٹ کرتے ہیں۔ تم اس سے رُک جاؤ۔ اگر کوئی تمہیں گندی گالی دے۔ تو اسے زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتے ہو۔ کہ تُو جھوٹ بولتا ہے۔ اگر مارنے لگو۔۔۔ تو یہ ٹھیک نہیں۔ پھر ایسے الفاظ کو "میں مارونگا" "سر توڑ دونگا" بہت معمولی سمجھا جاتا ہے۔ یہ بھی درحقیقت گناہ ہے۔ کیونکہ اس سے عیب کی تیاری ہے۔ اور اگر مارنا نہیں تو یہ کہنے کی کیا ضرورت ہے۔ ایک شخص کے دوست کی ایک کُتیا تھی اس نے بچّے دیئے اسکے دوست نے کہا کہ ایک بچّہ مجھے بھی دینا تو کہنے لگا۔ کہ وہ تو مر گئے ہیں۔ لیکن اگر ہوتے بھی تو نہ دیتا۔ اس نے کہا نہیں دینے تھے۔ تو نہ دیتا یہ کہنے کی کیا ضرورت تھی۔ اسی طرح مارنا نہیں۔ تو ایسے الفاظ کہنے کی کیا ضرورت ہے۔

میں بچّہ تھا۔ سکول پڑھنے کے لئے جا رہا تھا۔ کہ بازار میں دو ہندو جھگڑ رہے تھے۔ ایک انہیں سے کہتا تھا باز آجائیں ہٹ ماروں نگا۔ میں پندرہ منٹ تک دیکھتا رہا مگر کسی نے نہ مارا۔ میں اپنی بچپن کی حالت میں دل میں کہتا تھا کہ جھوٹ کیوں بولتا ہے مارنا ہے تو مارتا کیوں نہیں۔

(۸) **گالی دینا**۔ گالی دینا بھی ایک عیب ہے۔ کیونکہ دوسرے کو اس سے تکلیف ہوتی ہے۔ طبعی امر ہے کہ انسان اپنی نسبت دوسرے کی غلط رائے کو سُننا نہیں چاہتا۔ بعض کو گالی دینے کی اسقدر عادت ہو جاتی ہے کہ اپنی بے جان چیزوں اور جانوروں کو بھی گالیاں دینے لگ جاتے ہیں۔ پس تم مومن بنو اور گالی زبان نہ لاؤ۔

(۹) **ناواجب طرفداری** یہ بھی ایک عام مرض ہے۔ جو بہت کثرت سے پائی جاتی ہے۔ اس کا تجربہ اس طریق پر ہو سکتا ہے۔ کہ ایک بھائی کا ذکر اسکے دوسرے بھائی کے پاس کرو۔ تو وہ بغیر فریق ثانی کی بات سُننے کے اپنے بھائی کی تائید کرنے لگ جائیگا۔ آنحضرتؐ فرماتے ہیں انصر اخاک ظالما او مظلوما تو اپنے بھائی ظالم کی بھی مدد کر اور مظلوم کی بھی صحابہؓ نے عرض کی۔ کہ مظلوم ہونیکی حالت میں تو مدد کی ظالم ہونیکی حالت میں کیسے مدد کیجائیگی۔ فرمایا کہ اسکو ظلم سے روک۔

پس ناواجب طرفداری کو بالکل دل سے نکال دو۔ یہ مرض اس قدر بڑھ گیا ہے۔ کہ بعض لوگ اس بنا پر اور گناہوں میں بھی مبتلا ہو گئے ہیں۔ میرے ساتھ کئی دفعہ ایسا ہوتا ہے۔ کہ ایک شخص میرے پاس آتا ہے۔ اور اپنی بات سناتا ہے۔ اور میرے دل پر اسکا کوئی اثر نہیں ہوتا اور نہ ہی میں اپنی ظاہری حالت کو بدلتا ہوں سُن لیتا ہوں۔ تو وہ باہر جا کر کہتا ہے۔ کہ خلیفہ نے بھی کوئی انصاف نہیں کیا۔ بات سنائی تو خاموش ہو کر سنتے رہے۔ حالانکہ وہ یہ نہیں جانتا۔ کہ دوسرے کی بھی بات سُننی ہوتی ہے۔

(۱۰) رشوت۔ اس مرض میں ہماری جماعت کے بعض لوگ بھی مبتلا ہیں۔ یاد رکھو رشوت لینے دینے والے جہنمی ہیں۔ قرآن مجید میں بھی خدا تعالیٰ نے اسکے متعلق بیان فرمایا ہے کہ و تدلوا بہا الی الحکام کہ جھوٹا مقدمہ عدالت میں نہ لیجاؤ۔ دوسرے رشوت کے ذریعہ مقدمہ نہ کراؤ۔ مجھے نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ بعض محکموں والے اس سے بری نہیں۔ ایک شخص ہے اسپر مجھے رشک آتا ہے۔ نیا احمدی ہوا ہے۔ پہلے اس نے میری طرف خط لکھا۔ کہ میں نے احمدیت کو تو سچا یقین کر لیا ہے۔ مگر میں رشوت لیتا رہا ہوں جبتک میں اس رشوت کو واپس نہ کر دوں میں بیعت میں شامل نہیں ہوتا کیونکہ میں احمدیت کو بدنام نہیں کرنا چاہتا۔ اور میرے پاس اسوقت کُل چھ سو روپیہ ہے اب کروں تو کیا کروں۔ تو میں نے اُسے جواب دیا۔ کہ وہ چھ سو روپیہ انکو دیدو۔ جن کے متعلق تمہیں معلوم ہو کہ انہوں نے رشوتیں دی تھیں۔ پھر اس نے لکھا۔ کہ میں نے چار ہزار روپیہ رشوت کا لیا ہے۔ میرے پاس جدّی جائداد ہے کیا میں اُسے بیچکر یا گرو رکھ کر ادا کروں۔ اور اگر ادا نہ کروں تو مجھ پر گناہ تو نہیں ہوگا۔ میں نے لکھا جدی جائداد میں تو وہ رشوت والا روپیہ شامل نہیں ہے۔ پھر اس نے لکھا۔ کہ جو بہتر بات ہے وہ بتاؤ آیا دیدینا اچھا ہے یا نہ دینا۔ میں نے لکھا کہ بہتر تو یہی ہے کہ بیع یا گرو رکھ کر ادا کر دو۔ تو اس نے جواب دیا کہ میں نے زمین گرو رکھ کر وہ رقم ادا کر دی ہے۔

پس حج نہر کے پٹواری اور پولیس والے ابھی تک اس سے بری نہیں ہیں۔ انکو چاہیئے۔ کہ وہ حلال رزق لینے کی کوشش کریں۔ اگر انکا تنخواہ سے کام نہ چلے تو وہ کوئی اور طریق معاش اختیار کریں۔

(۱۱) سود لینا۔ سود لینا بھی بڑا ظلم ہے۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ لوگ مسلمان ہو کر سود لیتے ہیں۔ ایک بیچارہ حاجتمند ہوتا ہے۔ اسکو روپیہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ وہ روپیہ لیتا ہے۔ پھر اس سے زائد روپیہ لینا تو مرتے کو مارنا ہے۔ اور یہ بالکل ہمدردی اور مروت کے خلاف ہے۔ پس ایک دوسرے کا ہمدرد بننا چاہیئے۔

سوم تیسری قسم کے جرائم جن کا تعلق خدا سے ہوتا ہے۔ انہیں سے ایک

(۱) شرک ہے۔ شرک کی مرض ابھی تک عورتوں میں پائی جاتی ہے۔ بعض بعض مرد بھی اس مرض میں مبتلا ہیں۔ یہانتک کہ بعض سلام کی بجای سجدہ کرنا چاہتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تک پوری طرح اس کا احساس نہیں ہوا۔ شرک سے بکلی اجتناب چاہیئے۔ شرک خدا کے سوا کسی کے لئے سجدہ کرنا ہی نہیں۔ بلکہ توکّل خدا تعالٰی کے بغیر کسی پر کرنا بھی شرک کی اقسام میں داخل ہے۔

(۲) کفر۔ اللہ تعالٰی اور ملائکہ اور رسول وغیرہ کو نہ ماننا۔ بعض لوگ قدر اور قیامت کے ماننے میں کوتاہی کرتے ہیں۔ اس کوتاہی کو بھی پورا کرنا چاہیئے۔ اور ہر ایک ایسی تعلیم جس سے قرآن مجید کی تعلیم کو پھیر کر اپنے منشاء کے مطابق کیا جاتا ہو۔ وہ نبیوں کے متعلق ہو یا فرشتوں کے متعلق ایک مخفی کفر ہے۔

Digitized by Khilafat Library

(۳) پھر وساوس اور شبہات ہیں۔ یہ بھی ایک مرض ہے۔ اکثر دفعہ ایک شبہ اور وسوسہ پیدا ہوتا ہے۔ اور اس کے ازالہ کی کوشش نہیں کی جاتی۔ پھر عرصہ کے بعد جب اس آیت کے معنی جس پر انہیں کبھی شبہ ہوا تھا۔ سنتے ہیں تو کہدیتے ہیں کہ دس سال سے اس آیت کے متعلق شبہ تھا۔ جو آج نکلا ہے۔ شبہ کا حل تلاش نہ کرنا۔ اور اس پر تسلی پا لینا بھی خدا تعالٰی پر ایک بدظنی ہے۔ جبتک وسوسہ حل نہ کر لو۔ تب تک تم اس سے نہ ہٹو۔ کیونکہ اگر وہ سچا شبہ ہے۔ تو وہ دین جھوٹا ہے۔ اور اگر دین سچا ہے۔ تو اس کی تحقیق سے دین کی سچائی ثابت ہوگی بعض لوگ ڈرتے ہیں اور حل نہیں کرنا چاہتے۔ یہ بھی ایک قسم کا گناہ ہے۔

(۴) مایوسی۔ مایوسی بھی ایک گناہ ہے۔ بہت لوگ ہیں جو مصائب کے وقت سمجھ لیتے ہیں کہ اب کچھ نہیں ہو سکتا۔ مومن کو مایوس نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ اگر تلوار بھی گردن پر رکھی ہو۔ تو پھر بھی خدا تعالٰی پر توکّل ہونا چاہیئے۔ جو توکّل کو کسی حالت میں بھی چھوڑتا ہے۔ وہ کبھی محفوظ نہیں رہ سکتا۔ بچپن میں انگریزوں کا ایک واقعہ پڑھا تھا۔ کہ ایک شخص نے بہت مال کمایا۔ ایک دن بہت خوش خوش اپنے گھر میں بیٹھا تھا۔ اس نے کہا چائے لاؤ۔ چائے سامنے رکھی تھی۔ اور کہہ رہا تھا۔ کہ اب مجھ پر بھلا کیا مصیبت ہے۔ بہت امن میں ہوں۔ اسی حالت میں تھا۔ کہ باہر سے آواز آئی۔ سؤر کھیت خراب کر رہا ہے۔ اسی وقت چائے کی پیالی تو ہاتھ سے رکھدی۔ ہتھیار لیکر کھیت میں گیا۔ اسپر سؤر نے ایسے طریق پر حملہ کیا۔ کہ اس کے ہتھیار کام نہ دے سکے۔ اور ہلاک ہو گیا۔ آخر اسکے گھر والے اس کی لاش اٹھا کر لائے۔ دیکھو اس نے خدا تعالٰی پر توکّل نہ کیا تو ایک پیالی بھی چائے کی نہ پی سکا۔

اسکے مقابل آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی طرف غور کرو۔ جو ہر لحظہ اور ہر آن خدا تعالیٰ پر توکّل رکھتے تھے۔ آپ ایک دفعہ لشکر سے علیحدہ ہو کر ایک درخت کے نیچے لیٹے تھے۔ کہ ایک دشمن نے آکر آپ کو جگایا۔ اور تلوار نیام سے کھینچکر کہنے لگا۔ کہ اے محمدؐ بتا اب تجھے کون بچا سکتا ہے۔ تو آنحضرتؐ نے لیٹے لیٹے فرمایا۔ کہ اللہ مجھے بچا سکتا ہے۔ یہ آواز بجلی کی طرح اس پر اثر کر گئی۔ جس سے اسکی تلوار اسکے ہاتھ سے گر پڑی۔ آپنے اس کا امتحان لینا چاہا۔ کہ اُس نے مجھ سے سبق سیکھا ہے یا نہیں۔ آپنے تلوار پکڑی اور اس سے پوچھا کہ بتا اب تجھے کون بچا سکتا ہے۔ وہ بدبخت کافر خدا کی عظمت خدا پر توکّل کیا جانے کہنے لگا کہ آپ سخی ہیں۔ معاف فرمائیں۔ اسی طرح ایک شخص نے مجھے لکھا۔ کہ میرے حسابات ہونیوالے ہیں۔ حساب میں بعض غلطیاں رہ گئی ہیں۔ اگر نکل آئیں۔ تو بہت سا روپیہ میرے ذمہ پڑ جائیگا حالانکہ واجب الادا کچھ بھی نہیں۔ لہٰذا میرے لیئے دعا فرما دیں۔ مَیں نے دعا کی۔ اور اسکی طرف لکھدیا۔ کہ دعا کے وقت جو آثار تھے اس سے مجھے محسوس ہوا۔ کہ دُعا قبول ہو گئی۔ چنانچہ جب اسکی غلطیاں وغیرہ نکالکر رپورٹ ہوئی تو افسر مجاز نے کہا۔ کہ داخل دفتر کردو۔ افسر کو بار بار کہا گیا کہ بہت سا روپیہ ہے۔ مگر اس نے یہی جواب دیا۔ داخل دفتر کردو۔ یہ خدا تعالیٰ کی قدرت نمائی تھی۔

ذاتی گناہ بعض ادنیٰ ہوتے ہیں۔ بعض اعلیٰ۔ جن کا اثر دوسروں پر بھی پڑتا ہے بعض لوگ نصیحت کیئے جانے پر کہ دیتے ہیں۔ اگر نقص ہے تو ہم میں ہے۔ آپ کو کیا۔ حالانکہ انکا یہ جواب ٹھیک نہیں۔ کیونکہ جو نقص انمیں رہے گا وہ ان پر اپنا بد اثر ڈالتا رہیگا۔ اور بڑھتے بڑھتے دوسروں تک بھی پہنچیگا۔ اسلیئے اس کا ازالہ ضروری ہے۔

دوسری چیز جو روحانیت پر اثر ڈالتی ہے عمل خیر ہے۔ عام طور پر لوگ محسوس نہیں کرتے کہ نیکی کرنے اور گناہ نہ کرنے میں کیا فرق ہے۔ مگر یہ دو نو باتیں برابر نہیں ہیں۔ جیسا کہ کسی شخص کا حق نہ مارنا۔ اور کسی کو روپیہ دینا برابر نہیں ہو سکتے۔ ان دونو میں بہت فرق ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ سنایا کرتے تھے۔ کہ ایک شخص کے ہاں ایک مہمان آیا۔ میزبان کی بیوی بیمار تھی۔ جیسے ہو سکا اسکو کھانا کھلایا بعد میں معذرت کرنے لگا۔ تو مہمان جو کہ انہی لوگوں میں سے تھا۔ جو نیکی کرنے اور بدی کے چھوڑنے میں فرق نہیں سمجھتے۔ کہنے لگا۔ کہ آپ احسان نہ جتائیں۔ مَیں نے آپ سے بڑھ کر آپ پر احسان کیا ہے۔ وہ کہنے لگا۔ فرمائیے۔ تا کہ مَیں آپکا اور بھی شکریہ ادا کروں۔ اس نے کہا جانتے ہو کہ یہ تمہاری بیٹھک ہے اور اس میں ہزاروں روپیہ

کا مال پڑا ہے۔ اگر میں چاہتا تو آگ لگا دیتا اور خود چلا جاتا۔ ایسا شخص جو ان دونو میں فرق نہیں کرتا آخر نیکیوں سے محروم رہ جاتا ہے۔

اب میں ان نیکیوں کو گنا دیتا ہوں۔ اتنا وقت نہیں ہے کہ میں علیحدہ علیحدہ طور پر

Digitized by Khilafat Library

تفصیلاً بیان کروں۔

نفس کی نیکیاں۔ شجاعت ۔ چستی ۔ علم ۔ تواضع ۔ غیرت ۔ شکر ۔ حسن ظنی ۔ دلی خیر خواہی ۔ یہ نیکیوں کی جان ہے۔ عملی خیر خواہی مراد نہیں ہے۔ بلکہ دل سے کسی کی بھلائی چاہتے رہنا مراد ہے۔

وہ نیکیاں جو بنی نوع سے تعلق رکھتی ہیں انہیں سے

(۱) ہمدردی۔ کسی کی تکلیف کے وقت اس خیر خواہی کا جو دل میں مخفی ظاہر کرنا ہمدردی ہے۔ اس سے بڑا فائدہ ہوتا ہے۔ اس سے ہمتیں بڑھ جاتی ہیں۔ اور انسان کام کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔

(۲) **سخاوت** ۔ یہ اعلیٰ درجہ کی نیکیوں میں سے ایک نیکی ہے۔ جو دوسروں سے کیجاتی ہیں۔

(۳) **نیک تعلیم** ۔ مومنوں کو علم پڑھانا چاہیئے۔ مجھے بہت صدمہ ہوتا ہے۔ جب میں دیکھتا ہوں کہ غریب لڑکوں کو نہیں پڑھاتے۔ خلیفۂ اوّلؓ اس بات پر سخت ناراض ہوتے تھے۔ ہر ایک مومن مدرس کو چاہیئے۔ کہ وہ نوکری کے علاوہ ایسا وقت نکالے۔ جبمیں وہ دوسروں کو مُفت پڑھادے۔

(۴) **تربیت** دوسروں پر احسانوں میں سے ایک احسان ہے۔

(۵) **علاج و معالجہ** یہ ایک بڑی فائدہ پہنچانیوالی چیز ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسے بڑی قدر کی نظر سے دیکھتے تھے۔ ایک دفعہ آپ گھر میں تشریف رکھتے تھے۔ خلیفۂ اوّلؓ کا نام آیا۔ تو دیر تک آپ پر ایک حالت طاری رہی۔ آپنے فرمایا کہ خلیفۂ اوّل کا وجود بھی ہم پر خدا تعالیٰ کا ایک انعام ہے۔ یورپ میں ایسی کمیٹیاں ہیں۔ کہ اگر کسی کو تکلیف ہو تو وہ ڈاکٹر کے آنے سے پہلے پہلے انکا علاج وغیرہ کرتے ہیں۔ بیماروں وغیرہ کی مدد کرتے ہیں۔ جب ایک عیسائی باوجود جھوٹا ہونیکے ایسا کرتا ہے۔ تو ہم پر بہت افسوس ہے۔ کہ ہم خدا تعالیٰ کے حکم کے ماتحت بھی نہیں کرتے۔ پس غرباء کا علاج معالجہ کرنا چاہیئے خواہ کسی قوم کا ہو۔ اپنے ذمہ لگالیں۔

(۶) **کام کاج** یہ بھی دوسروں پر احسان ہے ایک غریب کا کام کر دینے سے تم سے موانست اور محبت پیدا ہوگی۔ دوسروں کے کام کرنے سے روحانیت پر بہت اثر پڑتا ہے۔ اور دوسروں پر بھی اس کا اثر پڑتا ہے۔

(۷) **مظلوم کی امداد** نیکیوں میں سے ایک اعلیٰ درجہ کی نیکی ہے۔ پس مظلوم کی حمایت کرو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اقوال سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ قومیں اسی لئے تباہ ہو جاتی ہیں۔ کہ مظلوموں کی مدد نہیں کی جاتی۔

(۸) **تہمت کا ذبّ کرنا بھی نیکی ہے**۔ یعنی جس پر تہمت لگائی جائے۔ اسکی طرف سے تہمت کو دُور کرنا بھی ایک نیکی ہے۔ مومن کے متعلق قرآن مجید میں خدا تعالیٰ نے **سبحانک ھذا بہتان عظیم** میں فرمایا ہے کہ مومن کو حُسن ظنی کرنی چاہیئے۔ اگر کوئی کہے۔ کہ ہمارے پاس کوئی آکر کسی کی بُرائی بیان کرے اور اسے تہمت دے تو اگر اسے سچا نہ سمجھیں تو کیا اُسے جھوٹا کہیں۔ کریں تو کیا کریں۔ جواب یہ ہے۔ کہ شریعت میں چونکہ عیب کا بیان کرنا بھی ایک جُرم ہے۔ اسلئے اسی کو جھوٹا کہدینا چاہیئے۔ کیونکہ اس کا جرم تو ہمارے نزدیک ثابت ہو گیا۔ اور دوسرے کا جرم تو ابھی ثابت نہیں ہُوا۔ اس کے متعلق ہم بلا تحقیق کیسے کہہ سکتے ہیں۔ کہ ٹھیک ہے۔

(۹) **خندہ پیشانی سے ملنا بھی ایک نیکی ہے**۔ تیوڑی چڑھانا یا خوش چہرہ رکھنا۔ موت اور زندگی کا سوال ہے۔ میرے ساتھ بارہا ایسا ہوتا ہے۔ کہ مصافحہ کرنیوالا ہاتھ مروڑ دیتا ہے۔ مگر مسکرانا ہی پڑتا ہے۔

(۱۰) **محبت سے کلام کرنا بھی ایک نیکی ہے**۔ بعض دل سے نیک ہوتے ہیں۔ مگر ان کے کلام میں محبت نہیں ہوتی۔ ایک صاحب ثروت کا ذکر ہے کہ اسکے پاس ایک شخص اپنی حاجت لے گیا۔ بظاہر وہ بے رُخی سے پیش آیا جس سے سائل رنجیدہ خاطر ہو کر واپس چلا آیا۔ آکر کیا دیکھتا ہے کہ دروازے پر چھکڑیاں لدی کھڑی ہیں۔ قرضہ اُتار کر بھی بہت سا روپیہ بچا۔ یہ بجائے خود ایک نیکی تھی۔ مگر محبت سے کلام نہ کرنے کی وجہ سے اسکی جو دلشکنی ہوئی اس نے یہ بخشش بے لُطف کر دی۔

Digitized by Khilafat Library

(۱۱) **حقوق کی نگہداشت**۔ اگر کسی کا نقصان ہو رہا ہو تو اسکی حفاظت کرنی چاہیئے۔ مثلاً کسی کا کھیت چرایا جا رہا ہو۔ تو اسکو روکے یا اگر دیکھے۔ کہ کسی شخص کا نقصان ہو رہا ہے اور اسکے انتظار تک معاملہ بگڑ جائے گا تو اسکے حقوق کی حفاظت کرے۔

(۱۲) **یتامیٰ اور بیواؤں کی خبر گیری**۔ یتامیٰ وہ وجود ہیں۔ جنکے نگران دنیا سے اُٹھ گئے۔ تو جو خدا کو نگران سمجھتا ہے۔ اس کا فرض ہے۔ کہ وہ اسکی نگرانی کرے۔ یتیم بھی بندوں میں سے ایک بندہ ہے۔ اس لئے دوسرے بندوں کو چاہیئے۔ کہ وہ اس بندہ کی حفاظت کریں۔ کیونکہ اصل نگران (یتیم کا باپ) اس دنیا میں موجود نہیں۔ اسکی مثال ایسی ہی ہے۔ جیسے آقا غلام کے علاوہ کسی اور نوکر کو اونٹ حفاظت کیلئے دیتا ہے۔ مگر ایک وقت وہ نوکر موجود نہیں ہوتا۔ اور

غلام ہوتا ہے تو اس غلام کا فرض ہے۔ کہ اسے ضائع نہ ہونے دے۔ اور اس کی پوری طرح حفاظت رکھے

خدا تعالیٰ کیلئے جو نیکیاں ہوتی ہیں۔

وہ روزہ۔ نماز۔ زکوٰۃ وغیرہ ہیں۔ نماز جبھی فائدہ دے سکتی ہے۔ جبکہ باقاعدہ جماعت کے ساتھ پڑھی جائے۔ گھر پڑھ لینے سے نماز نہیں ہوتی۔ آنحضرتؐ نے اس شخص کو جو گھر پر نماز پڑھتا ہے۔ منافق کہا ہے۔ میرا ارادہ ہے کہ نمازوں کی باقاعدگی کرائی جائے اور جو شخص باقاعدہ جماعت کے ساتھ نماز نہ پڑھے اسے جماعت سے نکال دیا جائے۔ احمدیت سے نکالنا اور بات ہے۔ اور جماعت سے نکالنا اور۔ ہم جماعت سے نکال سکتے ہیں۔ احمدیت سے نہیں۔ کیونکہ احمدیت تو ایمانیات اور عقائد سے تعلق رکھتی ہے۔

زکوٰۃ کو عام طور پر لوگ ادا نہیں کرتے۔ زمینداروں نے اس دفعہ چندوں میں بہت کم حصہ لیا ہے۔ میرا ارادہ ہے۔ کہ جنہوں نے چندہ خاص نہیں دیا۔ ان سے سوایا لیں کیونکہ انہوں نے تساہل کیا ہے۔

Digitized by Khilafat Library

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک ولی کا قصہ سنایا کرتے تھے۔ کہ ایک شخص نے اس سے زکوٰۃ کے متعلق پوچھا۔ تو ولی نے کہا تیرے لئے چالیس میں سے ایک۔ اور میرے لئے چالیس میں سے اکتالیس۔

یاد رکھو تمہارا ایک ایک پیسہ خدا کے پاس جمع رہتا ہے۔ جو تم کو مع زیادہ واپس ملے گا۔ تمہارے مربعے وغیرہ کچھ کام نہ دینگے۔ جبتک کہ آگے کے لئے خدا کے پاس مربع نہ بناؤ گے۔

محبت الٰہی

جب ہم ذاتی مرض اور اپنے ہمسایہ کی مرض سے بچ گئے۔ تو آگے کے لئے بچنا محبت الٰہی کے ذریعہ سے ہو سکتا ہے۔ اور محبت الٰہی کے بہت سے مدارج ہیں۔ جن کی تفصیل کا موقع نہیں ہے۔ روحانی ترقیات کیلئے اس کا ہونا ضروری ہے جتنی کسی میں محبت الٰہی تیز ہوگی۔ اسی قدر اسکی روحانی قوت و طاقت بھی تیز ہوگی۔ اسوقت تک یہ نہیں سمجھنا چاہیئے۔ کہ ہم خدا سے مل گئے ہیں۔ جبتک کہ اس ملاقات کو دل محسوس کرے

ایک ضروری بات

یہ نیکیاں نہیں ہو سکتیں۔ جب تک کہ تعاون نہ ہو۔ قانون قدرت میں اسکی موٹی مثال یہ ہے۔ کہ جو جذبات انسان میں خدا تعالیٰ نے پیدا کیئے ہیں۔ وہ حیوان میں نہیں۔ دیکھو حیوان کا بچہ اپنی ماں کو بالکل بھول جائیگا۔ مگر انسان کا بچہ اگر گم ہو جائے

تو وہ بوڑھے بھی ہو جائیں تو روتے رہینگے۔ بچّہ کے مر جانے پر تو صبر کر لینگے مگر جو گم ہو جائے اس پر صبر نہیں کرینگے۔ اور کہیں گے کہ معلوم نہیں کس ظالم کے پاس ہے۔ دینی طور پر اسکی مثال یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کر سکتا تھا۔ کہ ایک ہی نبی بھیجتا۔ مگر مختلف اوقات میں نبی مبعوث کرتا ہے۔ باقی سب کو اسکے ہاتھ پر اکٹھا کرتا ہے۔ پس نبوّت تعاون کی ضرورت ثابت کرنیکے لئے ہوتی ہے۔ تم کبھی ترقی نہیں کر سکتے۔ جبتک کہ تعاون نہ ہو۔ یہ بات بھی صحیح ہے کہ پہلے پہلے نیا انتظام ضرور تکلیف دہ ہوتا ہے۔ مگر بعد میں کوئی تکلیف نہیں رہتی۔ مثلاً یوروپین لوگوں کا قاعدہ ہے۔ کہ وہ سٹیشن پر آتے جائینگے۔ پہلے پہلے اور دوسرا دوسرے نمبر پر۔ اس طرح نمبروار قطار باندھتے جائینگے۔ اور آرام سے ٹکٹ لے لینگے۔ مگر ہمارے ملک میں ایکدوسرے پر گر پڑینگے۔ ان کے دلوں میں احساس بھی نہیں ہوگا۔ یہ کیوں؟ اس لئے کہ یہ کسی تربیت کے ماتحت نہیں ہیں۔ تربیت کے معنے بھی یہ ہیں۔ کہ ایک دوسرے کی مدد کریں۔ تعاون کے بغیر نیکی نہیں ہو سکتی۔ پھر ایک تعاون بے قاعدہ ہوتا ہے۔ مثلاً گھر والے اتفاق کر لیں۔ کہ ہم پہرہ دینگے۔ تو سب پہرہ دینے لگ جائیں۔ چاہے سب بھوکے رہیں۔ یہ ٹھیک نہیں۔ ہاں اگر وہ باقاعدہ باہمی تعاون کریں۔ تو بعض کھانا کھلائینگے۔ بعض پہرہ دینگے۔ بعض ایک وقت سو جائینگے۔ اور بعض دوسرے وقت۔ پس تعاون بھی بغیر انتظام کے نہیں ہو سکتا۔ اسی لئے ہم نے مختلف محکمے قائم کئے ہیں۔ جب نظام ہوگا تو قانون بھی بنانا پڑیگا۔ پہلے پہلے تکلیفیں اور مشکلات ہونگی۔ مگر آہستہ آہستہ راستہ صاف ہوتا جائیگا۔ اس لئے تم بہرحال امیر۔ محتسب۔ امور عامہ وغیرہ ضرور مقرر کرو۔ اور تعلیم و تربیت کے محکمے قائم رکھو۔ اور قادیان کے مرکزی محکموں سے تعلقات مضبوط کرو ❊

Digitized by Khilafat Library

نور افشاں کو چیلنج

کچھ موجبات موت عیسائیوں میں بھی دوسری قوموں کی طرح مسلم ہونگے۔ یعنی ایسے اسباب جن سے موت بالیقین وارد ہو جاتی ہے۔ مثلاً سخت چوٹ یا کسی عضو کا کٹ جانا موت کا موجب نہیں۔ البتہ گردن کا جسم سے الگ کرکے پھینک دیا جانا موجب موت ہے۔ پس انجیل کے الفاظ سے کوئی ایسا موجب موت بتلایا جاوے جو حضرت یسوع مسیح پر وارد ہوا ہو۔ تاکہ صلیب پر ان کی موت کا یقین ہو۔ ورنہ ماننا پڑے گا کہ صلیب پر موت واقعہ نہیں ہوئی ❊

انجیل سے معیار صداقت
اور
مسیح موعودؑ پر ان کا صادق آنا

اَوَلَمۡ تَاۡتِہِمۡ بَیِّنَۃُ مَا فِی الصُّحُفِ الۡاُوۡلٰی (کیا ان کے پاس نہیں آئی گواہی اس کی جو پہلے صحیفوں میں ہے) کے ماتحت ہم چند معیار صداقت انجیل سے پیش کرتے ہیں۔ اور پھر انہیں حضرت مرزا صاحبؑ پر صادق آتے دکھا کر عیسائیوں پر اتمام حجت کرتے ہیں۔

معیار اوّل۔ مدعی نبوت و ماموریت کی دعویٰ سے پہلی زندگی عیبوں سے پاک ہو۔ اور اس مدعی کی حیثیت قوم میں ایسی ہو کہ اسکے متعلق قوم کو بڑی بڑی امیدیں ہوں۔ تا اسکی زندگی پر ہر ایک کی نظر ہو ورنہ یوں تو کئی ایسے گمنام آدمی مل سکتے ہیں۔ جن پر کوئی عیب نہیں لگایا جا سکتا۔ اسلئے نہیں کہ فی الواقعہ ان میں کوئی عیب نہیں بلکہ اسلئے کہ انہیں اس قابل ہی نہیں سمجھا گیا۔ کہ انکی زندگی پر کوئی نظر رکھے۔

حوالہ (انجیل باب ۸ آیت ۴۶) کون تم میں سے مجھ پر گناہ ثابت کرتا ہے۔

بعینہٖ یہی حضرت مرزا صاحبؑ نے اپنے مخالفوں سے کہا۔ مگر وہ قبل از دعویٰ زندگی پر ایک عیب نہیں لگا سکے۔ ایک گناہ نہیں دکھا سکے۔ یہ ہے سچائی کی دلیل۔ قادیان میں مخالف جمعیۃ العلماء کے ورود کے وقت تمام بڑے بوڑھوں کلمہ گوؤں آریہ ہندوؤں کے نام لے کر چیلنج دیا گیا کہ ان میں سے کسی کو سامنے لاؤ کہ وہ حضرت مرزا صاحبؑ کی زندگی میں کوئی گناہ ثابت کرے مگر کوئی ایسا نہ نکلا۔ دعویٰ کے بعد کی زندگی دیکھنی ہو تو کئی سو کی پاکباز جماعت آپکے فدائیوں کی دیکھ لو جس سے روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ جو ہزارہا لوگوں کی زندگی ایسی پاکیزہ بنا سکتا ہے وہ خود کیسا اعلیٰ درجے کا پاکباز ہے۔

معیار دوم۔ یہ ہے کہ جو کلام الٰہی وہ مامور ربانی سناتا ہے اسکی مثل کوئی دوسرا شخص نہیں لا سکتا۔ چنانچہ انجیل میں ہے۔

Digitized by Khilafat Library

حوالہ (انجیل یوحنا باب ۷ آیت ۴۶) پیادوں نے جواب دیا کہ ہرگز کسی شخص نے اس آدمی کی مانند کلام نہیں کیا۔

ہمارے حضرت مرزا صاحب مسیح موعودؑ نے بھی اسی معیار کو ہند و بیرون ہند کے علماء کے سامنے بارہا پیش کیا۔ عیسائیوں کو الگ چیلنج دیا۔ اور مسلمانوں کو الگ۔ اور تمام دنیا کو الگ۔ کہ میری کلام جیسا کلام لاؤ۔ مگر کوئی نہ لا سکا۔ اسی کے ساتھ آپ کی یہ پیشگوئی بھی ہے کہ جو جواب کے لئے کمر بستہ ہوگا ہلاک ہوگا۔ اگر کسی کو شبہ ہو۔ تو کسی جماعت کا قائم مقام بن کر اب تجربہ کرلے۔

معیار سوم - نبی و مرسل اپنی غریب و بیکس جماعت کے ساتھ مخالفین پر باوجود ان کے اقتدار اور ہر قسم کے ساز و سامان سے لیس ہونے کے غالب آتا ہے - اور آخر اپنے مقصد وحید میں کامیاب ہو کر ایک دنیا کو جیت لیتا ہے -

حوالہ - (انجیل یوحنا باب ۱۶ آیت ۳۳) تم دنیا میں مصیبت اٹھاؤ گے لیکن خاطر جمع رکھو میں نے دنیا کو جیتا ہے

حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کے سوانح حیات ہمارے اور آپ کے سامنے ہیں - دیکھ لو براہین احمدیہ میں آپ کا یہ الہام درج ہے :- آئی شیل گو یو اے لارج پارٹی آف اسلام - اسی کتاب میں جو آج سے چالیس سال پیشتر شائع ہوئی - یہ پیشگوئی بھی ہے کہ مخالفت پر مخالفت ہوگی - مگر آخر کار یہ آگ بجھائی جائیگی اور آپ غالب آئینگے - چنانچہ پادریوں کا مقصد یہ تھا - کہ آپ کسر صلیب نہ کرسکیں لیکن آپ ایک ایسی جماعت بنانے میں کامیاب ہوئے - جس کا ایک ایک فرد کاسر صلیب ہی - یسوع پرست پادری یہ سنتے ہی کہ ہمارا مد مقابل احمدی ہے - مناظرہ سے انکار کر دیتے ہیں - یہ لارج پارٹی آف اسلام اب ہند سے یورپ اور امریکہ تک پہنچی ہے - اور وہاں بجائے تثلیث کے توحید کا جھنڈا سرزمین قلوب و روحانیت میں گاڑنے میں کامیاب ہوئی - مرکز تبلیغ مضبوط ہورہے ہیں - اور ہم نے دنیا میں مصیبت اٹھائی - مگر خاطر جمع ہے کہ دنیا کو جیت لینگے - چنانچہ جیت بھی لیا ؟

Digitized by Khilafat Library

ترانۂ بسمل

تراوش قلم حضرت مولانا بسمل امرت سری

ہر زمان شکر حق بجا آرم	بر ہمہ انبیاءؑ ست اقرارم
خاتم الانبیاءؐ فخر رسلؑ	دین اسلام ہست خیر سُبل
دین اسلام خوشتر آئین است	احمدیت خلاصۂ دین است
من غلام مسیح موعودؑ م	بسمل ام خاک پائے محمودم
گشتم از طالع رسائیم شاد	کہ بدست مسیحؑ دستم داد
ہر کہ روئے نبیؐ نہ دید چہ دید؟	و آنکہ نہ شنید زو سخن چہ شنید؟
دیدن انبیائےؑ ربانی	ہست لاریب لطف رحمانی
مردہ بودم کہ زندہ گردیدم	ہاں وہاں من مسیحؑ را دیدم
زدہ ام پشت پا بہر پابند	پایم افتاد بر منار بلند

قرآن و حدیث سے پیشگوئیاں

زمانہ حال کی نسبت

(۶)

---

(۷) تبعث نار علی اھل المشرق فتحشرھم الی المغرب... لھا ما سقط منھم وتخلف (رواہ الدار قطنی فی الافراد) یعنی بھیجی جائیگی ایک آگ مشرقی لوگوں پر جو انکو جمع کر کے مغرب کی طرف لیجائیگی... جو چیز اس سے گر جاویگی اور پیچھے رہ جاویگی۔ وہ اس کو ملنگا لیگی۔ یہاں تخلف میں ڈرافٹ کیطرف اشارہ کیا گیا کہ جو پیچھے رہجائیں گے انکو وہ آگ میدان جنگ میں بلالیگی۔

Digitized by Khilafat Library

(۷)

(۸) عن حذیفۃ بن اسید الغفاری قال اطّلع النبی صلی اللہ علیہ وسلم علینا ونحن نتذاکر فقال ما تذاکرون قالوا نذکر الساعۃ قال انھا لن تقوم حتّٰی ترو قبلھا عشر ایاتٍ فذکر الدخّان والدجّال والدّابۃ وطلوع الشمس من مغربھا ونزول عیسیٰ ابن مریم ویاجوج وماجوج وثلثۃ خسوفٍ... واخر ذالکُ نار ... وفی روایۃ نار تخرج من قعر عدنٍ تسوق النّاس الی المحشر وفی روایۃ فی العاشرۃ وریحٌ تلقی النّاس فی البحر (مشکوٰۃ) حذیفہ بن اسید غفاری سے ہے کہ کہا جھانکا نبی صلعم نے ہمپر اس حال میں کہ ہم ذکر کرتے تھے آپسمیں پس فرمایا کہ کیا ذکر کرتے ہو کہا صحابہ نے ذکر کرتے ہیں ہم قیامت کا۔ فرمایا کہ تحقیق قائم نہ ہوگی قیامت یہانتک کہ دیکھو گے تم پہلے اسکے دس نشانیاں۔ پس ذکر فرمایا دھوئیں کا اور نکلنا دجّال اور دابۃ الارض کا اور نکلنا آفتاب کا مغرب سے اور اُترنا عیسیٰ بن مریم کا اور نکلنا یاجوج ماجوج کا۔ اور تین خسف مشرق۔ مغرب اور جزیرہ عرب میں اور وہ نشانی کہ سب کے بعد واقعہ ہوگی ایک آگ ہوگی ... اور ایک روایت میں ہے کہ عدن کے قعر سے وہ آگ نکلکر لوگوں کو اکٹھا ہونیکی جگہ میں لے جائیگی۔ اور ایک روایت میں بیچ بیان دسویں نشانی کے ذکر ریح کا آتا ہے۔ کہ ڈالے گی

لوگوںکو سمندر میں۔ عدن کے پاس سے محشر یعنی میدان جنگ میں لیجانیوالی آگ یا سمندر میں ڈالنے والی ہوا ہی یورپ کی جنگ تھی جس نے مشرقیوں کو اکٹھا کر کے سمندر میں ڈالا۔ اور عدن کے راستے سے فرانس میں پہونچایا چونکہ اس حدیث میں آنجناب صلعم نے سب نشانیوں کے بعد آگ کا ذکر فرمایا۔ اسلئے ماننا پڑا کہ اس سے پہلے جس مسیح نے آنا تھا وہ آچکا۔ ذیل کی حدیث میں ایک جنگ کو خونریزی کے سبب سے سُرخ ہوا کہا گیا۔

وعن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم اذا اتخذ الفیٔ دولًا والامانۃ مغنمًا والزکوٰۃ مغرمًا وبعلّم لغیر الدین واطاع الرجل امراتہ وعق امّہ وادنی صدیقہ واقصٰی اباہ وظھرت الاصوات فی المساجد وساد القبیلۃ فاسقھم وکان زعیم القوم ارذلھم واکرم الرجل مخافۃ شرّہ وظھرت القینات والمعازف وشربت الخمور ولعن اٰخر ھٰذہ الامّۃ اوّلھا فارتقبوا عند ذالک ریحًا حمراء وزلزلۃً وخسفًا ومسخًا وقذفًا واٰیاتٍ تتابع کنظام قطع سلکہ فتتابع۔ رواہ الترمذی۔ حضرت علی اور ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہا۔ فرمایا رسول اللہ صلعم نے جوقت ٹھہرائی جاویگی غنیمتیں دولت اور امانت غنیمت اور زکوٰۃ تاوان اور سکھایا جاویگا علم واسطے بغیر دین کے اور فرمانبرداری کریگا مرد عورت اپنی کی اور خلاف کریگا اپنی ماں کا اور نزدیک کریگا دوست اپنے کو اور دور رکھیگا اپنے باپ کو۔ اور بلند ہونگی آوازیں مسجدوں میں اور سردار ہو گا قوم کا فاسق انکا اور ہو گا رئیس اونکا بڑا کمینہ انکا۔ دکھ اور تکلیف پہنچانیکے خوف سے آدمی کی عزت کی جائیگی۔ اور ظاہر ہونگی گانیوالیاں۔ اور باجے اور شرابیں پی جائینگی اور لعنت کرینگے پچھلے اس امت کے پہلوںکو۔ پس منتظر رہو اُس وقت ہوا سُرخ کے اور زلزلوں خسف۔ مسخ۔ قذف کے اور ان نشانیوں قرب قیامت کے کہ پے در پے پہونچینگی مانند لڑی جواہر وغیرہ کے کہ ٹوٹ جاوے ڈورا اسکا پس گرنے لگیں پیہم دانے اوسکے روایت کیا اسکو ترمذی نے۔ اس سُرخ آندھی نے پہاڑوںکو ہلا دیا۔ "باوے بوزد کہ از صلابت آن کوہہائے پارہ شود" (حجج الکرامہ)

اسی کتاب کے صفحہ ۳۹۵ میں ہے "وقراء فسقہ وپوشید ند پوست گوسفنداں باشد دلہائے ایشاں بدبو تر از مردار وتلخ تر از صبر بپوشانند ایشاں را خدا یتعالیٰ فتنہ را کہ بیفتند دراں ہچو افتادن یہود۔۔۔۔ پس انتظار برید نزدیک ایںحال باد سُرخ ومسخ وقذف دیگر

Digitized by Khilafat Library

آیات را اخرجہ ابونعیم فی الحلیۃ" جب علماء یہود کی طرح فتنہ میں گر پڑے تو سرخ باد کا نشان
بھی خونریز جنگ کی صورت میں ظاہر ہو پڑا۔

(۸)

(۹) وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یحشر الناس
علی ثلث طرائق راغبین راہبین واثنان علی بعیر وثلثۃ علی بعیر وعشرۃ
علی بعیر وتحشر بقیتہم النار تقیل معہم حیث قالوا (بخاری ومسلم) ابوہریرہ سے
روایت ہے۔ کہا فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ اکٹھے کئے جاویں گے لوگ اوپر تین
قسموں کے ایک فرقہ رغبت کرنیوالا اور دوسرا ڈرنیوالا۔ حالانکہ دو شخص ایک اونٹ پر ہونگے
اور تین شخص ایک اونٹ پر اور چار شخص ایک اونٹ پر اور دس شخص ایک اونٹ پر۔
اور جمع کریگی باقی لوگوں کو آگ جو رات دن اونکے ساتھ رہیگی۔ مجمع البحار میں ہے ھذا الحشر
فی اخر الدنیا قبیل القیامۃ .... وہی نار تحشر الناس من المشرق الی المغرب ...
الفرقۃ الاولی الراغبون وھم السابقون والثانیۃ الراھبون وھم عامۃ المومنین
والثالثۃ الکفار اھل النار ... فانہ یبین لی ان النار لیست حقیقۃ بل نار الفتنۃ ولاتہ
ھذہ القیلولۃ والبیتوتۃ ھی المراد فی قولہ سیکون ھجرۃ بعد ھجرۃ .... وھذا الحشر اخر
اشراط الساعۃ (مجمع البحار) خطابی و قرطبی گفتہ و قاضی عیاض تصویبش تقویت او فرمودہ
کہ این حشر قبل روز قیامت باشد ... قاضی عیاض گفتہ و مقوی او ست آخر حدیث ابوہریرہ
تقیل معہم و تبیت و تصبح و این اوصاف مختص بدنیا ست در حجۃ الطیبی (حجج الکرامہ ص ۳۴۹)
خلاصہ اسکا یہ ہے کہ حدیث میں جس حشر کا ذکر ہے یہ حشر قیامت سے پہلے دنیا میں ہوگا۔ اور
آگ سے مراد فتنہ کی آگ ہے جو مشرق کی طرف سے لوگوں کو اکٹھا کر کے مغرب کی طرف لے
جائیگی اسوقت تین گروہ ہونگے۔ سابقین۔ مومنین۔ کفار۔ یعنی ایک تو وہ لوگ ہوتے
ہیں جو خدا کے مرسل کو بعثت کے ساتھ ہی شناخت کر لیتے ہیں اونکو کسی معجزہ وغیرہ کی حاجت
نہیں ہوتی۔ دوسرے وہ لوگ جو نشانات و تائیدات دیکھ کر شامل ہوتے ہیں یہ عام
مومنین ہیں۔ تیسرے وہ جو ہمیشہ مخالف رہتے ہیں۔ حدیث میں یہ مسیح موعود کے زمانہ کا ذکر
ہے کہ اوسکے ظہور کیوقت دنیا میں ایک حشر ہوگا جسطرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ
نے فرمایا یاتوک رجالا وعلی کل ضامر یاتین من کل فج عمیق (الحج) اسطرح مسیح موعود

کو بھی مولیٰ کریم بذریعہ وحی خبر دیگا کہ دور دور سے لوگ تیرے پاس جمع ہونگے۔ اونٹ کی تعبیر مرد مومن۔ مطلب یہ کہ بعض ایسے نیک بندے ہونگے جو مسیح موعودؑ کو بعثت کے ساتھ شناخت کرینگے اور پھر اپنی قوت ایمانی کے باعث سے دوسروں کے لئے بھی موجب ہدایت ہونگے۔ اور اس طرح وہ اونٹ کئی کئی آدمیوں کو اوٹھا کر مسیح موعودؑ کے مقام میں پہونچاویں گے۔ اور انکار کرنیوالوں کو ایک آگ اکٹھا کریگی۔ حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں ایسے اونٹوں کا ملنا بہت مشکل ہوگا۔ چنانچہ بخاری اور ابن ماجہ میں عبداللہ ابن عمر سے روایت ہے۔ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انما الناس کالابل المائۃ لا تکاد تجد فیہا راحلۃ۔ لوگوں کی مثال ایسی ہے جیسے سو اونٹ جو انمیں سے سواری کے قابل ایک بھی نہ ہو" یعنی آدمیان بسیار اند و صالح نیکوکار کمتر در آخر زمان کہ محل شر و فتن است بسیار کم گردند تا آنکہ در ہزار ہم یکے بہم نرسد چنانکہ در ہر وقت" (ج صـ۲۷) ایک اور حدیث میں ہے۔ کہ ان اونٹوں کی سواری کیوقت بعض لوگ اپنا باغ فروخت کر کے چاہیں گے کہ ان کو بھی ایسی ہی سواری مل جائے۔ تاکہ اسپر سوار ہو کر اس آگ کی مصیبت سے بچ جائیں۔ لیکن یہ بات اون کو حاصل نہ ہو سکیگی۔ وہ اپنے مونہوں سے اپنے راستہ سے کانٹے وغیرہ ٹھوکروں کو ہٹائینگے۔ (اما انھم یتقون بوجوھھم کل حدب و شوک) یعنی بعض اپنے لیڈروں اور رہبروں کی مصائب میں مبتلا ہونگے۔ عن ابی ذر قال ان الصادق المصدوق صلے اللہ علیہ وسلم حدثنی ان الناس یحشرون ثلثۃ افواج فوجا۔ راکبین طاعمین کاسین و فوجا یسحبھم الملائکۃ علی وجوھھم و تحشرھم النار و فوجا یمشون و یسعون و یلقی اللہ الآفۃ علی الظھر فلا یبقی حتی ان الرجل لتکون لہ الحدیقۃ یعطیھا بذات القتب لا یقدر علیھا (مشکوۃ) اس حدیث میں ذات القتب سے مراد مسیح موعودؑ کے وہ خادم ہیں جو موجودہ آگ کے زمانہ میں سالکان راہ حق کو امن و امان منزل مقصود پر پہونچا رہے ہیں۔ ان کے مقابلہ میں لوگوں نے الحدیقۃ (باغ جلیانوالہ امرتسر) کو بیچکر اپنی سواری کا انتظام کرنا چاہا مگر ابھی تک ان کے وجوہ (لیڈران قوم) اپنے ارادہ میں ناکام نظر آتے ہیں۔

(۹)

عن عبد اللہ ابن عمرو قال سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول ستکون ھجرۃ بعد ھجرۃ فخیار اھل الارض مہاجر ابراھیم و یبقی فی الارض شرار اھلھا

تلفظهم ارضوهم تقذرهم نفس الله وتحشرهم النار مع القردة والخنازير (ابوداؤد) عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے۔ سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے قریب ہے کہ اس ہجرت کے بعد ایک اور ہجرت ہوگی۔ اسوقت بہتر وہ لوگ ہونگے جو مہاجر ابراہیمؑ کو لازم پکڑیں گے۔ اور باقی رہ جاویں گے۔ جو بدترین ہیں زمین کے رہنے والوں سے پھینک دیگی انکو ان کی زمین۔ بُرا جانیگا انکو اللہ جلّ جلالہٗ اور اکٹھا کریگی انکو آگ۔ اس حدیث کی شرح میں صاحب مجمع البحار لکھتا ہے۔ تحشرهم النّار مع القردة ای نار الفتنة التی هی نتیجة اعمالهم مع الکفرة الذین هم کالقردة والخنازیر لکونهم مختلفین باخلاقهم فیظنون ان الفتنة لا تکون الا فی بلدانهم فیختارون جلاء اوطانهم ویترکونها والفتنة تکون لازمة لهم لا ینفك عنهم حیث یکونون وینزلون۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک فتنہ کی آگ جو مسلمانوں کے اپنے اعمال کا نتیجہ ہوگی مسلمانوں کو کافروں کے ساتھ اکٹھا کریگی۔ اور وہ اس خیال پر کہ اپنے وطن میں انکو امن حاصل نہیں جلاوطنی کو اختیار کرینگے۔ لیکن جہاں جائیں گے فتنہ اونکے ساتھ رہیگا۔

اب اس حدیث اور شرح حدیث کے پڑھنے کے بعد پہلے تو اس ابراہیم کو شناخت کرو۔ جس نے چودھویں صدی میں ابراہیم ہونیکا دعویٰ کیا اور اس آگ کے ظاہر ہونے سے کئی سال قبل لوگوں کو سُنا دیا (۱) "اسی طرح براہین احمدیہ کے حصص سابقہ میں میرا نام ابراہیم رکھا گیا۔ جیسا کہ فرمایا۔ سلام علیك یا ابراهیم۔۔۔۔ سلام علی ابراهیم صافیناه ونجیناه من الغم تفردنا بذلك۔۔۔ یا ابراهیم اعرض عن هذا۔۔۔۔ ونظرنا الیك وقلنا یا نار کونی بردا وسلاما علی ابراهیم۔ یعنے ہمنے اسکی طرف نظر کی اور کہا اے آگ ابراہیمؑ کے لئے ٹھنڈی اور سلامتی ہوجا۔ یہ آیندہ زمانہ کے لئے ایک پیشگوئی ہے۔" براہین احمدیہ ص ۸۵) (۲) "یہ آیت واتخذوا من مقام ابراهیم مصلے اسطرف اشارہ کرتی ہے کہ جب امت محمدیہ میں بہت فرقے ہوجائیں گے۔ تب آخر زمانہ میں ایک ابراہیم پیدا ہوگا۔ اور ان سب فرقوں میں وہ فرقہ نجات پائیگا جو اس ابراہیم کا پیرو ہوگا۔" (ضمیمہ تحفہ ص ۲۱) "انا اخرجنا لك ذروعا یا ابراهیم" (" ص ۲۲) حدیث میں آنحضرت صلعم نے جس مہاجر ابراہیم کا ذکر فرمایا۔ وہ اسی ابراہیم کا مقام ہے جہاں دور دور سے آکر مہاجرین جمع ہو رہے ہیں۔

اب اس ابراہیم کی شناخت کے بعد ذرہ ان لوگوں کا حال سنیئے جنھوں نے اس کے

مقام میں جانا پسند نہ کیا فتنہ کی آگ نے کس طرح ایسے لوگوں کو کافروں اور بت پرستوں کے ساتھ اکٹھا کر دیا۔ جو ذرّوع ابراہیم کے سخت دشمن ہیں جس طرح زمیندار رات کو کھیت کے پاس آگ جلاتا ہے۔ تا کہ آگ کو دیکھ کر کھیت کو نقصان پہونچانے والے جانور بھاگ جائیں۔ اسیطرح ذرّوع ابراہیم کی حفاظت کے لئے خدا تعالیٰ کے غضب کی آگ بھڑک رہی ہے۔ مسلمانوں پر افسوس کہ انہوں نے مہاجر ابراہیم میں ہجرت کرنیکے عوض جلاوطنی کو اختیار کر کے تلفظہم ادضوھم کی پیشگوئی اپنے ہاتھ سے پوری کی اور چشمہ نبوت سے منہ پھیر کر شرک وکفر کے گندے حوضوں میں آبِ نجات کو ڈھونڈنے لگے۔ "اے آسمانو اس سے متعجب ہو ہاں بشدت حیران ہو نہایت مضطرب ہو خداوند فرماتا ہے کیونکہ میرے لوگوں نے دو برائیاں کیں انہوں نے مجھ جیتے پانی کے سوتے کو چھوڑ دیا اور اپنے لئے حوض کھود ے ہیں ٹوٹے ہوئے حوض جنمیں پانی نہیں ٹھہر سکتا۔" (یرمیاہ ۲/۱۳)

Digitized by Khilafat Library

خداوند کا حلیہ بائبل میں

یہ مضمون ان پادریوں کے انتباہ کے لئے ہے۔ جو قرآن و حدیث کے بعض الفاظ کو نہ سمجھنے کیوجہ سے اعتراض کرتے ہیں۔ اور اپنی مسلم الہامی کتاب کو نہیں دیکھتے۔ خدا تعالیٰ کے تھکنے اور نیند سے اونگھنے کی کھلی کھلی تردید قرآن مجید میں ہے۔ (ایڈیٹر)

خدا تھک جاتا ہے آرام کرتا ہے۔ (۱) "میرے اور بنی اسرائیل کے درمیان یہ علامت ابدی ہے اسلئے کہ خداوند نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا اور ساتویں دن آرام کیا۔ اور تازہ ہوا۔" (خروج ۳۱/۱۷)

(۲) "اب اے خداوند خدا اُٹھ اور اپنے مقام راحت کو چل الخ۔" (۲ تواریخ ۶/۴۱)

(۳) "اُٹھ خداوند اپنی آرام گاہ میں داخل ہو الخ۔" (زبور ۱۳۲/۸)

(۴) "اِسلئے خداوند رب الافواج جو اسرائیل کا قادر ہے یوں فرماتا ہے کہ ہاں میں اپنے دشمنوں کو تمام کر کے آرام پاؤنگا۔" (یسعیاہ ۱/۲۴)

(۵) "میرا جی تمہارے نئے چاندوں اور تمہاری عیدوں سے بیزار ہے۔ وے مجھ پر ایک بوجھ

ہیں اُن کے اُٹھانے سے تھک گیا ہوں"۔

(۶) "اور تو نے مجھے اپنے ذبیحوں کی چربی سے سیر نہ کیا۔ لیکن تو نے اپنے گناہوں سے مجھے بار بردار کرایا۔ اور اپنی خطاؤں سے مجھے تھکایا"۔ (یسعیاہ ۲۴/۴۳)

(۷) "تجھے برباد کرونگا۔ پچھتاتے پچھتاتے تھک گیا ہوں"۔ (یرمیاہ ۶/۱۵)

(۸) "خدا نے اپنے سارے کاموں کو پورا کر کے ساتویں دن آرام کیا"۔ (عبرانیاں ۴/۵)

(۹) "وہ میرے آرام میں داخل نہ ہونے پائیں گے"۔ (عبرانیاں ۴/۵)

خداوند خدا کی نیند۔ (۱) "کیونکہ میں نے تھکی ہوئی جان کو آسودہ کیا اور ہر غمگین روح کو سیر کیا۔ اس پر میں جاگا اور نگاہ کی۔ اور میری نیند مجھے میٹھی معلوم ہوئی"۔ (یرمیاہ ۲۵/۳۱-۲۶)

(۲) "بیدار ہو کیوں سو رہا ہے۔ اے خداوند جاگ۔ ہمکو ہمیشہ کیلئے ترک مت کر"۔ (زبور ۲۳/۴۴)

خدا کا جاگنا۔ (۱) "اے میرے خدا۔ اے میرے رب۔ اُٹھ اور میرے انصاف کے لئے اور میرے فیصلے کے لئے جاگ"۔ (زبور ۲۳/۳۵)

(۲) "اے خداوند اپنے قہر میں اُٹھ۔ اور میرے دشمنوں کے جوش و خروش کی مخالفت میں اپنے تئیں بلند کر۔ اور میرے لئے جاگتا رہ"۔ الخ (زبور ۶/۷)

(۳) "وے دوڑتے ہیں۔ اور آپ کو تیار کرتے ہیں۔ پھر میرے کسی قصور کے سبب نہیں۔ تو مجھ سے ملنے کے لئے جاگ اور دیکھ"۔ (زبور ۴/۵۹)

(۴) "پس اے خداوند۔ ربّ الافواج اسرائیل کے خدا ساری قوموں کا حال تجویز کرنے کے لئے جاگ"۔ (زبور ۵/۵۹)

(۵) "جاگنے والے کے خواب کی مانند۔ اے خداوند۔ جب تو جاگیگا۔ تو انکی صورت کو حقیر جانیگا"۔ (زبور ۲۰/۷۳)

Digitized by Khilafat Library

خدا سویرے ہی جاگتا ہے۔ (۱) "جس دن سے تمہارے باپ دادے مصر کی زمین سے نکل آئے۔ آجکے دن تک میں نے تمہارے پاس اپنے سارے خدمت گذار نبیوں کو بھیجا۔ میں نے ہر روز صبح سویرے اُٹھ کے اُنہیں بھیجا ہے"۔ (یرمیاہ ۲۵/۷)

(۲) "کیونکہ میں نے تمہارے باپ دادوں کو اُس دن سے کہ اُنکو زمین مصر سے باہر نکال لایا۔ آجکے دن تک۔ تاکید سے نصیحت دیتا ہوں۔ میں صبح سویرے اُٹھ کے اُنھیں نصیحت دیتا۔ اور اور کہتا رہا"۔ الخ (یرمیاہ ۷/۱۱)

(۳) "اور میرے خدمتگذار نبیوں کی باتیں سنو جنہیں مینے تمہارے پاس بھیجا ہاں سویرے اُٹھ کے بھیجا" (یرمیاہ ۲۶/۵)

Digitized by Khilafat Library

(۴) "اور میں نے سویرے اُٹھ کے تمکو کہا۔ الخ" (یرمیاہ ۷/۱۳)

(۵) اور خداوند انکے باپ دادوں کے خدا نے اپنے رسولوں کی معرفت سے اونکے پاس پیغام بھیجا بلکہ صبح سویرے اُٹھ کے بھیجا۔ الخ" (تواریخ ۲، ۳۶/۱۵)

(۶) "اور خداوند نے مجھے فرمایا کہ تو نے خوب دیکھا۔ کیونکہ میں اپنے کلام کو پورا کرنے کے لئے سویرے بیدار ہونگا" (یرمیاہ ۱/۱۲)

(۷) "کیونکہ مینے تم سے کہا ہے۔ اور سویرے اُٹھ کے کہا ہے اور تم نے میری نہ سُنیں" (یرمیاہ ۳۵/۱۴)

(۸) "کیونکہ میں نے اپنے سارے خدمتگذار نبیوں کو تمہارے پاس بھیجا ہے۔ اور سویرے اُٹھ کے بھیجا ہے" (یرمیاہ ۳۵/۱۵)

خداوند خدا روتا ہے۔ (۱) "اور میں ایسا کرونگا خداوند کہتا ہے کہ وہ جو اونچے مکانوں پر قربانی چڑھاتا ہے اور وہ جو اپنے معبودوں کے آگے خوشبو جلاتا ہے۔ موآب کے درمیان سے موقوف ہوگا۔ سو میرا دل موآب کے لئے بانسری کی آواز کی مانند آہیں کرتا۔ اور میرا دل قیدحرص کے لوگوں کے لئے شہناؤں کی آواز کی طرح فغاں کرتا ہے الخ" (یرمیاہ ۴۸/۳۵-۳۶)

زار زار روتا۔ (۲) "اس لئے میں موآب کے لئے واویلا کرونگا۔ سارے موآب کیلئے زار زار رونگا۔ قیدحرص کے لوگوں کے لئے ماتم کیا جائیگا" (یرمیاہ ۴۸/۳۱)

خداوند خدا کا مُباحثہ کرتا۔ (۱) "جس طرح سے مینے تمہارے باپ دادوں کے ساتھ مصر کے ملک میں مباحثہ کیا۔ خداوند یہوواہ کہتا ہے اُسی طرح میں تم سے مُباحثہ کرونگا" (حزقی ایل ۲۰/۳۶)

بیوقوفی۔ "کیونکہ خداوند کی بیوقوفی آدمیوں کی حکمت سے زیادہ حکمت والی ہے" (کرنتھیاں ۱، ۱/۲۵)

جھوٹ سکھلانا۔ (۱) سو تو (موسیٰ) اب لوگوں کے کانوں میں کہہ کر ہر ایک مرد اپنے پڑوسی اور ہر ایک عورت اپنی پڑوسن سے روپے کے برتن اور سونے کے برتن عاریت لیوے۔ اور خداوند نے ان لوگوں کو مصریوں کی نظر میں عزت بخشی" (خروج ۱۱/۲-۳)

دغا دینا۔ تب میں نے کہا ہائے اے خداوند خدا یقیناً تو نے اس قوم کو اور یروسلم کو یہ کہہ کر کے دغا دی کہ تم سلامت رہوگے حالانکہ تلوار جان پر لگی ہے" (یرمیاہ ۴/۱۰)

منصوبہ باندھتا" خداوند یوں فرماتا ہے۔ دیکھ میں تمہارے لئے مصیبت تجویز کرتا ہوں اور تمہاری مخالفت میں منصوبہ باندھتا ہوں۔ الخ" (یرمیاہ ۱۸/۱۱)

ٹھٹھا کرنا" وہ جو آسمان پر تخت نشین ہے ہنسیگا اور خداوند انہیں ٹھٹھوں میں اڑاویگا" (زبور ۲/۴)

لوگوں کو خراب اور ناپاک کرنا" سو میں نے انہیں وہ سنتیں دیں جو بھلی نہ تھیں۔ اور وہ عدالتیں جن سے وہ جیتے نہ رہیں۔ اور میں نے انہی کے ہدیوں سے کہ وہ سب پلوٹھوں کو لاتے تھے کہ آگ میں سے گذر جائیں ناپاک کیا۔ تاکہ میں انہیں خراب کروں الخ" (حزقی ایل باب ۲۰ آیت ۲۵ و ۲۶)

Digitized by Khilafat Library

آریوں کے اعتراض کا جواب

سوال۔ قرآن شریف کی تعلیم ہے کہ خدا کسی پر ظلم نہیں کرتا پھر بھلا خدا نے چند آدمیوں کی خاطر کہ جنھوں نے نوح کا کہنا نہ مانا تمام دنیا کو کیوں ڈبو دیا۔ دوسرے لوگوں نے کیا گناہ کیا تھا۔ نیز حیوانوں نے کیا قصور کیا تھا۔ کہ ان سب کو بھی غرق طوفان کیا۔ اگر یہ ظلم نہیں تو کیا عدل ہے۔

جواب۔ بیشک کلام اللہ کی یہی تعلیم ہے کہ ان اللّٰہ لیس بظلّام للعبید۔ خدا تعالیٰ کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ جہاں کہیں کسی قوم پر خدا کے غضب یا عذاب کا نازل ہونا بیان کیا گیا ہے۔ وہ اُس قوم کی شرارت اور اعمال کے پاداش میں ہوگا۔ قوم نوح پر جو عذاب نازل ہوا وہ بھی اس قوم کی شرارت اور فساد فی الارض ہی کیوجہ سے تھا خواہ وہ قوم ایک خاص ملک میں بستی تھی یا زیادہ ممالک میں۔ اسپات میں اختلاف ہے کہ آیا طوفان نوح الارض یعنی خاص زمین کردستان و آرمینا میں آیا تھا یا کل زمین پر۔ خیر۔ یہاں ہمیں صرف اسبات کا جواب دینا ہے کہ آیا وہ طوفان صرف شریروں اور یا مفسدین فی الارض پر آیا تھا۔ یا اسمیں بے گناہ لوگوں کو بھی غرقاب کیا گیا۔

سو واضح ہو کہ جہاں تک کلام ربانی میں غور کیا جاتا ہے اوس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ طوفان نوح صرف انہی مفسدین و اشرار پر آیا تھا جو کہ علاوہ کفر و شرک اور مخالفت مامور من اللہ کے تعلقات دنیوی کے بھی سخت دشمن تھے جنھوں نے خدا پرست گروہ کا ناک میں دم کر رکھا تھا۔ اسلئے انکا عدم انکے وجود سے بدرجہا افضل تھا۔ بقول دیانند کے

عیبوں میں پھنس جانیکی نسبت مرجانا اچھا ہے کیونکہ جو بدچلن آدمی ہے وہ اگر زیادہ زندہ رہیگا۔ تو بہت گناہ کرکے نیچے گرتا جاویگا یعنی زیادہ سے زیادہ دُکھ میں مبتلا ہوتا جاویگا۔ (ستیارتھ صفحہ ۱۸۹) پس یہ ایسے ہی لوگ تھے جن کی صلاحیت کی کوئی امید نہ تھی۔ اور ایک جگہ لکھا ہے کہ بداعمالی آدمیوں کے مارنے میں قاتل کو پاپ نہیں ہوتا خواہ علانیہ مارے خواہ غیر علانیہ کیونکہ غضب والے کو غضب سے مارنا گویا غضب کی غضب سے لڑائی ہے۔ (ستیارتھ صفحہ ۲۲۰) پس یہ وہی مفسدے ایمان اور شریر الطبع لوگ تھے جن کی نسبت حضرت نوح جیسے رحم دل پیغمبر کو ہمدردی کی بھی ممانعت کر گئی تھی۔ واوحی الی نوح انہ لن یومن من قومک الا من قد امن فلا تبتئس بما کانوا یفعلون ۝ واصنع الفلک باعیننا ووحینا ولا تخاطبنی فی الذین ظلموا انہم مغرقون ۝ اور نوحؑ کی طرف خدا کا پیغام پہونچا کہ بجز ان لوگوں کے جو ایمان لا چکے اب کوئی مطلق ایمان لانیکی صلاحیت نہیں رکھتا سو تو ان کی کرتوتوں پر صبر کر اور غمگین نہ ہو۔ اور ہمارے زیر نظر اور ہماری ہدایت کے مطابق ایک کشتی بنا اور ایسا نہ ہو کہ تجھے ان ظالمونکی بابت رحم آجائے اور تو اونکے بچاؤ کی دُعا کرنے لگ جائے۔ یقیناً یہہ لوگ ڈوبنے ہی کے لایق ہیں۔ اور یہ وہی شریر الطبع لوگ تھے کہ حضرت نوح علیہ السلام جیسے نبّاض حکیم نے خدا تعالیٰ کا اشارہ پاکر پھر اسطرح دُعا کی۔ ربّ لا تذر علی الارض من الکافرین دیّاراً ۝ انک ان تذرھم یضلوا عبادک ولا یلدوا الا فاجراً کفاراً ۝ اے میرے پروردگار تو اس زمین پر ان منکرین میں سے کوئی بسنے والا باقی نہ رہنے دے۔ بات یہ ہے کہ واقعی اگر تو ان میں سے کسی کو باقی چھوڑیگا تو یہ تیرے دوسرے بندوں کو بھی تباہ اور گمراہ کرینگے۔ اور جو ان کی اولاد ہوگی وہ بھی ایسے ہی مامور من اللہ کی دشمن اور سخت درجہ کی منکر ہوگی۔ پس ایسے شریر النفس لوگوں کو ہلاک کرنا خدا کا عین انصاف اور اہل ایمان پر رحم تھا۔ اسے ظالم کہنا کمال بے انصافی ہے۔

ناظرین۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے عام اصول بیان فرمایا ہے۔ وما کان ربک لیھلک القریٰ بظلم واھلھا مصلحون ۝ تیرا رب ایسا ہرگز نہیں کہ بستیوں کو ظلم سے ہلاک کر ڈالے یعنی اونپر عذاب کی موت بھیجے۔ دراں حالیکہ وہ درست کردار ہوں۔ وما کنا معذبین حتی نبعث رسولاً ۝ ہم کسی ملک یا قوم کو عذاب نہیں کیا کرتے تا وقتیکہ اسمیں رسول یا رسولوں کی تعلیم بذریعہ مجدد نہ بھیج لیں پھر جب وہ مخالفت

کرتے ہیں۔ تو اسوقت اون پر عذاب نازل ہوتا ہے پس اس اصول کے موافق کبھی ممکن نہیں ہے کہ خدا نے گنہگاروں کے ساتھ بے گناہوں کو بھی ہلاک کیا ہو۔ اور حضرت نوح کے قصہ کی نسبت اللہ تعالیٰ صاف فرماتا ہے۔ وقوم نوح لما کذبوا الرسل اغرقناھم وجعلناھم اٰیۃ اور نوح کی قوم نے جب مرسلین کی تکذیب کی ہمنے اونکو غرق کیا۔ اور انکو اور لوگوں کیلئے نشان بنایا کہ وہ بھی عبرت حاصل کریں۔

آریہ صاحبان۔ اب بھلا فرمایئے کہ بے گناہوں کو غرق کیا یا اُن دُشمنوں اور پاپیوں کو جو ویدک تعلیم کیموافق بھی کتے۔ بلے۔ سور، بندر گبریلا وغیرہ بننے کے قابل تھے۔ کاش کہ مخالف قرآن شریف کو غور سے پڑھتے اور صرف دیانندی ہیٹربل پر اونکا سہارا نہ ہوتا تو اعتراض کی نوبت نہ آتی۔

Digitized by Khilafat Library

رہے اس زمین کے جانور اونپر بھی اسی اصول کے موافق تباہی آئی۔ جو آجکل بھی دُنیا میں مشاہدہ ومعاین ہے کہ سیلابوں اور طوفانوں میں ہزارہا جانور یہ کہ ہلاک ہو جاتے ہیں۔ عام وباؤں میں۔ عام طوفانوں میں جانداروں کی ہلاکت قدرت کا عام قانون ہے فساد ہوا۔ کثرت سیلاب صرصر ویا دمیں ہزاروں جانور اسی طرح بہ نسبت متصرف حقیقی کے حکم سے ہلاک ہو جاتی ہیں چنانچہ طوفان حیدر آباد اور چیناب میں انسانوں کے ساتھ سینکڑوں جانور طوفان میں بہ گئے۔ عام مری میں بے شمار جانور یکدفعہ ہلاک ہو جاتے ہیں۔ موسم برسات میں کروڑوں جانور پیدا ہو کر جھٹ ہلاک ہو جاتے ہیں۔ سمندروں میں ہزاروں جانور دوسرے جانوروں کو کھا کر نشو ونما پاتے ہیں۔ خدا کے حکم سے ہر روز کروڑوں حیوان و انسان راہ عدم لیتے ہیں۔ غرض جس متصرف حقیقی کے مالکانہ تصرف کے یہ نظارے ہیں اوسکے قانون قدرت کے مطابق وہ سب جانور ہلاک کئے گئے۔ متصرف حقیقی کے تصرف میں اعتراض کرنا اور اسے ظلم کہنا پرلے درجہ کے جاہلوں اور نادانوں کا کام ہے۔

اب یہ بات کہ جب یہ لوگ اپنے اعمال کے پاداش میں دنیا میں ہلاک ہو چکے تو پھر انکو قیامت کے دن کیوں سزا ہوگی۔ اسکا جواب یہ ہے کہ ہوبہو پنڈت دیانند جی ستیارتھ پرکاش میں دیتے ہیں۔ سرکاری ملازم کو رشوت لینے پر ضبطی جائداد اور تمام عمر کیلئے جلاوطن اور جھوٹی گواہی دینے پر زبان کاٹی جائے اور بعد مرگ راحت سے بے نصیب ہو۔ اب بھلا بتلاؤ۔ کہ جب دنیا میں سزا کاٹی ہو چکی تو بعد مرگ وہ راحت سے کس لئے بے نصیب ہو پھر

صورت ماموریت من اللہ کے منکرین پر عذاب ضرور آتا ہے۔ یہہ عین انصاف ہے۔ اور اون کی صداقت کا یہہ نشان ہے۔

سلطان القلم کی صداقت
ایک مقلد کی بطالت
حضرت مرزا صاحبؑ کا حج

قولہ۔ دوسری شرط مجدد کی یہ ہے۔ کہ وہ اپنے ظاہر و باطن کو مطابق شریعت جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکھتا ہے۔ اور اقوال و افعال اوسکے ہرگز خلاف شریعت کے نہیں ہوتے۔ مرزا صاحب میں یہ ہر دو صفت موجود نہ تھیں۔ تو مرزا صاحب نے باوجود استطاعت و فارغ البالی و مرفہ الحالی حج کیا۔

اقول۔ حضرت مسیح موعودؑ اپنا ظاہر و باطن بمطابق شریعت اسلام رکھتے تھے۔ اور آپؑ کے اقوال و افعال ہرگز خلاف شریعت نہیں تھے۔

رہی یہ بات کہ آپ نے حج کیوں نہیں کیا۔

اول تو آپ پر لازم ہے۔ کہ آپ ثابت کریں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو استطاعت الی سبیل البیت حاصل تھی اور کوئی ایسا مانع باقی نہ تھا کہ آپ حج نہ کرتے۔

دوم آپ ثابت کریں کہ آپکو فارغ البالی اور مرفہ الحالی حاصل تھی ؎

لیجئے کرتا ہوں میں حج کا بیاں + کان دھر کے غور سے سنتا میاں
ہے مزین یہہ بیاں قرآن سے + اور آنحضرتؐ کے بھی فرمان سے
اے عدو گر تجھ میں کچھ ایمان ہے + مان جو قرآن کا فرمان ہے

جاننا چاہیئے کہ حج کے فرض ہونیکے شرائط سے رستے کا امن بھی ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے لئے یہ شرط نہیں پائی گئی۔ رستہ کیا خود مکہ میں آپ کے لئے امن کی امید نہیں تھی۔ کیونکہ علماء آپ کو کافر قرار دیکر آپ کے قتل کا فتویٰ دے چکے تھے۔ پس ایسی جگہ جانا لاتلقوا بایدیکم الی التہلکۃ کی نہی کے صریح خلاف تھا۔ پس علماء کا اعتراض کرنا کہ آپ حج کیوں نہیں کرتے محض شرارت پر مبنی تھا۔ اس لئے کہ پہلے تو وہ خود مکہ میں گئے اور وہاں سے

Digitized by Khilafat Library

کفر کے فتوے منگوائے اور وہاں جاکر شرارتیں پھیلائیں۔ اور لوگوں کو قتل پر برانگیختہ کیا۔ اور اونکو وعظ و تلقین کی کہ یہ شخص واجب القتل ہے۔ پھر ادھر آکر کہا کہ آپ حج کیوں نہیں کرتے مسیح موعود جو مرسل نبی اللہ تھے وہ قرآن مجید کی مذکورہ بالا آیات کے خلاف کیسے جا سکتے تھے

دوم۔ سُنیئے آپ کو دُنیا سے تو فارغ البالی تھی۔ لیکن دین کے معاملے میں آپ فارغ البال نہ تھے۔ آپ نے دین کی خدمت کے لئے رات اور دن ایک کر دیا تھا۔ آپ فرماتے ہیں ؎

ایں دو فکر دین احمدؐ مغز جاں ما گداخت ✤ کثرتِ اعدائے ملت قلتِ انصار دیں

تمام مذاہب سے آپکا مقابلہ تھا۔ اور آئے دن نئے سے نئے اعتراضات دین اسلام پر کئے جاتے۔ اور آپ تنہا اونکے جوابات دیتے۔ چونکہ آپ کا کام قرآن مجید میں لیظھرہ علی الدین کلہ ہی بتایا گیا ہے۔ سو آپ اسی مقصد کو پورا کرنے میں شب و روز مشغول رہتے تھے۔ پس ایسے شخص کی نسبت کہ جس کے جگر میں سارے جہان کا درد ہو۔ فارغ البال کہنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library

سوم۔ مخفی نہ رہے کہ آپکے نزول کی غرض جو قرآن مجید و احادیث میں بتائی گئی ہے۔ صلیبی مذہب کا دلائل سے پاش پاش کرنا اور دین اسلام کا تمام ادیان باطلہ پر غالب کرکے دکھانا ہے۔ اسلئے آپ پر لازم ہی یہی تھا کہ آپ اس اہم کام کی طرف پہلے متوجہ ہوتے۔

مسلم کتاب الزکوٰۃ میں عبد اللہؓ کی بیوی زینب سے ایک روایت آئی ہے۔ کہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر یہ پوچھنے گئی۔ کہ آیا بیوی کا اپنے خاوند اور گھر کے یتامیٰ پر صدقہ کرنا اسے کفایت کر سکتا ہے۔ آگے دیکھا تو ایک انصاریہ عورت بھی یہی مسئلہ دریافت کرنیکے لئے کھڑی تھی۔ آپ کی مہابت کیوجہ سے ہم دونوں جھجکی کھڑی تھیں کہ بلالؓ آیا تو ہمنے اوسے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاکر عرض کر۔ کہ دو عورتیں آپکے دروازہ پر یہ مسئلہ دریافت کرنیکے لئے کھڑی ہیں۔ لیکن یہ نہ بتانا کہ ہم کون ہیں۔ جب بلالؓ نے جاکر کہا تو آپؐ نے فرمایا کہ وہ کون ہیں۔ تو بلال نے کہا کہ ایک عورت قبیلہ انصار سے ہے۔ اور دوسری زینبؓ عبد اللہ کی بیوی ہے۔ اس حدیث پر امام نووی شارح مسلم شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

قد یقال انہ اخلاف الوعد وافشاء للسر وجوابہ انہ عارض ذالک جواب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وجوابہ صلی اللہ علیہ وسلم واجب محتم لا یجوز

تاخیرہ ولا یقدم غیرہ وقد تقرر انہ اذا تعارضت المصالح بدی باھمہا (نووی شرح مسلم مع متن صہ ۳۲۵ جلد ۱) کہا جاتا ہے کہ اسمیں وعدہ کا خلاف اور راز کا افشا ثابت ہوتا ہے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ اسکے مقابلہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو جواب دینا ہے اور آپؐ کو جواب دینا واجب اور ضروری تہا۔ اسمیں تاخیر جائز نہیں تہی۔ اور یہ ثابت شدہ بات ہے کہ جب بہت سے مصالح اکٹھے ہو جائیں تو ان میں سے جو اہم ہو اوسکو شروع کرنا چاہیئے۔ پس حضرت مسیح موعودؑ اس اہم کام کو جو خدا تعالیٰ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے آپ کے نزول کی غرض قرار دی تہی۔ پورا کرنے میں کوشاں رہے۔ اور اُسے پُورا کیا:۔

Digitized by Khilafat Library

چہارم۔ احادیث سے ثابت ہے کہ جب ایک شخص پر حج فرض ہو۔ اور وہ کسی وجہ سے حج نہ کر سکے تو اوسکی طرف سے حج کروایا جاسکتا ہے۔ برابر ہے کہ جس کی طرف سے حج کیا جائے وہ زندہ ہو یا وفات پا چکا ہو۔

حدیث اوّل۔ عن الفضل ان امرءۃ من خثعم قالت یارسول اللہ انّ ابی شیخ کبیر علیہ فریضۃ اللہ فی الحج وھو لا یستطیع ان یستوی علیٰ ظھر بعیرہ فقال النبی صلے اللہ علیہ وسلم فحجّی عنہ (مسلم مع نووی جلد ۱ صہ ۴۳۱)

فضلؓ سے روایت ہے۔ کہ خثعم قبیلہ کی ایک عورت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔ کہ اے رسول اللہؐ میرا باپ بہت بوڑھا ہے اور اوس پر حج فرض ہو گیا ہے اور وہ اونٹ پر سواری کی طاقت نہیں رکہتا (کیا میں اوسکی طرف سے حج کر سکتی ہوں) تو آپؐ نے فرمایا کہ ہاں اوسکی طرف سے حج کرو۔ اس حدیث سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ اگر کوئی ایسی شرط مانع حج ہو کہ جس کا تدارک ہوسکے تو دوسرے سے حج کروایا جاسکتا ہے۔

حدیث ثانی۔ عن عکرمۃ عن ابن عباس قال قال رجل یارسول اللہ ان ابی مات ولم یحج افاحج عنہ قال ارأیت لو کان علی ابیک دین اکنت قاضیہ قال نعم قال فدین اللہ احق (نسائی جلد ۲ صہ ۵ مطبوعہ مصر)

عکرمہ نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ ایک آدمی نے آنحضرتؐ سے کہا کہ میرا باپ بغیر حج کئے مرگیا ہے۔ کیا میں اوسکی طرف سے حج کر سکتا ہوں۔ تو آپؐ نے فرمایا بتاؤ تو سہی اگر تیرے باپ پر قرضہ ہوتا۔ تو تو اوسے ادا کرتا یا نہ کرتا۔ تو اوسنے کہا کیوں نہ ادا کرتا۔ تو آپؐ

نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کا قرضہ زیادہ حقدار ہے۔ کہ اوسے ادا کیا جائے۔ پس مندرجہ بالا وجوہ سے جب حضرت مسیح علیہ السلام خود حج کے لئے تشریف نہ لیجا سکے تو غیر سے آپ کیطرف سے حج کروایا گیا۔ اور شریعت کے مطابق آپ کا حج ہو گیا۔

اس کے بعد میں ان اعتراضوں کا جواب دیتا ہوں جو اکثر اس جواب کے مقابلے میں پیش کئے جاتے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library

اعتراض اوّل۔ رستے کا امن والا نہ ہونا آپ کے لئے حج کرنیکا مانع نہیں ہو سکتا جبکہ آپ کی حفاظت کا وعدہ خدا تعالیٰ نے واللہ یعصمک من الناس کے الفاظ میں دیدیا تھا۔

جواب۔ خدا تعالیٰ جب کسی کی حفاظت کا ذمہ لیتا ہے تو اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ اب اُسے اسباب عادیہ استعمال کرنیکی ضرورت نہیں رہی۔ بلکہ ان اسباب سے کام لینا بہرحال ضروری ہے۔ دیکھو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی واللہ یعصمک من الناس کا وعدہ دیا گیا تھا۔

واللہ یعصمک من النّاس آیت مکہ میں نازل ہوئی مخالفین کہہ دیا کرتے ہیں کہ یہ آیت مدنی ہے مکّی نہیں سو اس کے لئے جاننا چاہیئے کہ یہ آیت پہلے پہل مکہ میں نازل ہوئی تھی۔ ملاحظہ ہو دُرّ منثور جلد ۲ صفحہ ۲۹۸۔

عن ابن عباس قال سئل رسول اللہؐ ای آیۃ انزلت من السّماء اشدّ علیک فقال کنت بمنی ایام موسم واجتمع مشرکوا العرب وافناء الناس فی الموسم فنزل علیّ جبرئیل فقال یا ایّھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربّک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من النّاس "

اس حوالہ سے ظاہر ہے کہ یہ آیت ابتدائے ایام نبوت میں جبکہ آپ مکہ میں تھے بمقام منیٰ میں نازل ہوئی۔ دوسرے روایت درمنثور میں یہ آئی ہے۔ کہ عن جابر بن عبد اللہ قال کان رسول اللہؐ اذا خرج بعث معہ ابو طالب من یکلؤہ۔

جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے۔ کہ جب آنحضرتؐ باہر نکلتے تھے۔ تو ابو طالب آپؐ کے ساتھ کچھ آدمی حفاظت کیلئے کر دیتے تھے۔ اسی طرح ابن کثیر برحاشیہ فتح البیان صفحہ ۳۷۵ بحر محیط جلد ۳ صفحہ ۵۳۰ مطبوعہ مصر میں روایات آئی ہیں۔ ان حوالجات سے ظاہر ہے۔ یہ آیت مکہ میں نازل ہوئی

کہ یہ آیت مکہ میں نازل ہوئی۔

اس وعدہ کے ساتھ ہی یہ حکم بھی ہوا ہے کہ بلّغ ما انزل الیک۔ کہ آپ کی طرف جو نازل ہوتا ہے وہ دوسروں تک پہونچائیں۔ مگر قریش نے جب منع کیا کہ آپ ہمیں یہ کلام نہ سنایا کریں۔ ورنہ باور کھو کہ بُرا سلوک کرینگے۔ تو آپ رُک گئے۔ یہ نہ ہوا کہ آپ زبردستی جاکر سناتے اور کہتے کہ تم مجھے کیا تکلیف پہنچا سکتے ہو۔ جیساکہ مندرجہ ذیل حدیث سے ظاہر ہے۔

Digitized by Khilafat Library

عن جابر بن عبد اللہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعرض نفسہ علی الناس بالموقف فقال الا رجل یحملنی الی قومہ فانّ قریشا قد منعونی ان ابلغ کلام ربّی۔ (ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۳۰۳ مطبوعہ مجتبائی دہلی)

جابر بن عبد اللہ نے کہا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آپ کو موقف میں لوگوں پر پیش کرتے تھے اور کہتے کہ کیا کوئی ایسا آدمی ہے۔ جو اپنی قوم کی طرف مجھے لے جائے۔ کیونکہ قریش نے کلام الٰہی کی تبلیغ سے مجھے روکدیا ہے۔ چاہیئے تھا کہ آپ نہ رُکتے پھر اس وعدہ کے علاوہ دوسری آیات میں بھی وعدہ حفاظت دیا گیا تھا جیسے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

لہ معقّبات من بین یدیہ ومن خلفہ یحفظونہ من امر اللہ (رعد ع ۲)

کہ اسکے آگے اور پیچھے باری باری خدا کے مؤکل لگے رہتے ہیں جو بحکم خدا اوسکی حفاظت کرتے ہیں۔ اس آیت میں تو ہر ایک انسان کی حفاظت کا ذمہ خدا تعالیٰ نے لیا ہے۔ تو کیا وجہ ہے کہ دنیاوی اسباب کو لوگ استعمال کرتے ہیں۔ پھر اسی طرح خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احداً الا من ارتضی من رسول فانہ یسلک من بین یدیہ ومن خلفہ رصدا لیعلم ان قد ابلغوا رسالات ربھم واحاط بما لدیھم واحصی کل شئٍ عددا (جنّ ع ۲)

خدا تعالیٰ عالم الغیب ہے۔ وہ اپنی غیب کی باتیں کسی پر ظاہر نہیں کرتا۔ مگر اپنے برگزیدہ پیغمبروں پر۔ وہ بھی اس احتیاط سے کہ انکے آگے اور پیچھے فرشتوں کا پہرہ اونکے ساتھ رکھتا ہے۔ تاکہ دیکھ لے کہ پیغمبروں نے اپنے پروردگار کے پیغام لوگوں کو ٹھیک ٹھیک پہنچا دیئے۔ اور اونکے ساری معاملات اسکی احاطہ علم میں ہیں۔ اور اُسنے تمام چیزوں کی گنتی اپنی نظر میں کر رکھی ہے۔

یہ آیات مکی ہیں جن میں خدا تعالیٰ نے آنحضرتؐ کی حفاظت کا وعدہ کیا ہے۔ مگر باوجود ایسے زبردست وعدہ کے کہ خدا تعالیٰ فرشتوں کے ذریعے رسولوں کی حفاظت کرواتا ہے۔ آنحضرت قریش کو تبلیغ کرنے سے رک گئے۔ اور آپ کو کہنا پڑا کہ قریش نے مجھے خدا تعالیٰ کا کلام پہنچانے سے روک دیا ہے۔ پھر آنحضرتؐ کی تمام زندگی پر ایک نظر کیجئے آپکو معلوم ہو جائیگا۔ کہ آنحضرتؐ ظاہری اسباب کا لحاظ کرتے تھے۔ دیکھو آپ کو وطن چھوڑنا پڑا جیسے خدا تعالیٰ فرماتا ہے وکاین من قریۃ ھی اشد قوۃ من قریتک التی اخرجتک اھلکناھم فلا ناصر لھم (پارہ ۲۶-ع ۶) پھر آپ ہجرت کرتے ہیں۔ تو تین دن دشمنوں سے بچنے کے لئے غار ثور میں چھپے رہتے ہیں۔ اس چھپنے کی کیا وجہ تھی جبکہ خدا تعالیٰ نے یہ وعدہ دیا تھا کہ میں تیری حفاظت کرونگا اور دشمن تیرا بال بھی بیکا نہیں کر سکتے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ نے وعدہ دیا تھا کہ کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی کہ میں اور میرے رسول غالب آئینگے۔ پھر آپ نے جنگ احزاب میں خندق کھودنے کی کیوں تکلیف برداشت کی۔ اور جنگ حنین میں حضرت عباسؓ کو انصار کے بلانے کے لئے کیوں کہا۔ اور جنگ میں دوہری زرہ پہن کر کیوں تشریف لے گئے۔

ان آیات اور واقعات سے ظاہر ہے۔ کہ ظاہری اسباب کو استعمال میں لانا ازحد ضروری ہے۔

دوم۔ اب میں ایک اور امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں جس سے روز روشن کی طرح ظاہر ہو جائیگا۔ کہ باوجود اسکے کہ خدا تعالیٰ کی حفاظت کا وعدہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظاہری حالت کو مد نظر رکھتے ہیں۔ اور صرف خدا تعالیٰ کی حفاظت کے وعدہ پر ہی اسباب سے کام لینا نہیں چھوڑ دیتے۔

سنو! خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون (حجر ع ۱) کہ ہم نے ہی قرآن مجید کو اتارا ہے۔ اور ہم ہی اسکے محافظ ہیں۔ کیسا صریح اور واضح الفاظ میں قرآن مجید کی حفاظت کا وعدہ دیا گیا ہے مگر آنحضرت صلعم باوجود اس واضح صریح وعدہ کے لوگوں کو قرآن مجید حفظ کراتے ہیں اور فرماتے ہیں عن عبد اللہ بن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نھی ان یسافر بالقرآن الی ارض العدو (بخاری جلد اول صفحہ ۴۲۰ مطبوعہ سہارنپور) ورواہ ابن ماجۃ من طریق عبد الرحمن عن مالک وزاد مخافۃ ان ینالہ العدو (حاشیہ صفحہ مذکور) عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے۔ کہ آنحضرتؐ نے قرآن کو لیکر دشمن کی زمین کی طرف سفر کرنے سے منع فرمایا اور ابن ماجہ نے بطریق عبد الرحمن عن مالک اس روایت میں یہ زیادتی کی ہے۔ اس لئے قرآن مجید ساتھ نہ لیجاؤ کہ دشمن اس پر قابو نہ پالیں۔

بتاؤ۔ جبکہ خدا تعالیٰ نے وعدہ دیا تھا کہ ہم قرآن مجید کے محافظ ہیں پھر اس نہی کی کیا وجہ اور دیکھئے

پس یہ حدیث صاف بتارہی ہے۔ کہ باوجود وعدۂ حفاظت ظاہری حالات اور اسباب کو مدِنظر رکھنا ازحد ضروری ہے۔ پس ظاہری حالات آپکو حج کرنے سے مانع تھے۔ اگر رستہ امن کا ہوتا۔ تو آپ ضرور حج کرلیتے۔ کیونکہ آپنے اسے اپنی تعلیم میں فرمایا ہے چنانچہ "کشتی نوح" صفحہ ۱۴ میں فرماتے ہیں:-

"اپنی پنجوقتہ نمازوں کو ایسے خوف اور حضور سے ادا کرو۔ کہ گویا تم خدا تعالیٰ کو دیکھتے ہو۔ اور اپنے روزوں کو خدا کے لئے صدق کے ساتھ پورے کرو۔ ہر ایک جو زکوٰۃ کے لائق ہے وہ زکوٰۃ دے اور جس پر حج فرض ہو چکا ہے اور کوئی مانع نہیں وہ حج کرے"

پس آپ کا خود حج نہ کرنا مذکورہ بالا وجوہ کی بنا پر تھا۔

اعتراض دوم حدیث میں آتا ہے۔ کہ والذی نفسی بیدہ لیھلن ابن مریم بفج الروحاء حاجا او معتمرا او لیثنیھما۔ کہ قسم ہے اس ذات کی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے، کہ ابن مریم فج الروحاء سے حج کا یا عمرہ یا دونو کا احرام باندھیگا جبکہ حضرت مسیح موعود ابن مریم تھے اور موعود مسیح تھے۔ تو آپنے کیوں حج یا عمرہ نہ کیا۔

جواب **اوّل**۔ قرآن مجید و احادیث صحیحہ سے حضرت مرزا صاحب کا مسیح موعود اور ابن مریم ہونا اظہر من الشمس ہے۔ اور دوسری طرف اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ آپ مسیح موعودؑ نہیں ہیں۔ کیونکہ آپنے حج نہیں کیا۔ تو یہ حدیث بوجہ معارض ہونے قرآن مجید و احادیث صحیحہ کے ساقط عن الاعتبار ہے۔ اسلئے قابل قبول نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ جو حدیث قرآن مجید کے مخالف و معارض ہو اسکے متعلق آنحضرتؐ کا فیصلہ ہے کہ اسکو رد کردو جیسے کہ آپ فرماتے ہیں فاذا روی لکم عنی حدیث فاعرضوہ علے کتاب اللہ فان وافق فاقبلوہ والا فردوہ کہ جب تمہارے پاس میری طرف سے کوئی روایت کیجائے۔ تو اسکو کتاب اللہ پر عرض کرو اگر اسکے موافق ہو تو قبول کرلو ورنہ چھوڑ دو۔

Digitized by Khilafat Library

دوم۔ ضروری ہوا کہ جب اس حدیث کا ظاہری مطلب قرآن مجید اور دوسری احادیث کے خلاف ہو۔ تو اسکی تاویل کیجائے۔ اور قرآن مجید سے مطابق ہوسکے تو مطابقت دیجائے۔

حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ اسکی تطبیق یوں فرماتے تھے۔ کہ اس حدیث میں مضارع بمعنی ماضی استعمال ہوا ہے۔ جیسا کہ عربی زبان میں استعمال ہوتا ہے اور اس سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ کشف ہے۔ جس میں آپنے حضرت موسیٰؑ اور حضرت یونس علیہ السلام کو حج کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ ویسے ہی ان میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی آپنے احرام باندھے ہوئے دیکھا ہے۔

"اور یہاں ایک اشکال وارد ہوتا ہے۔ کہ دجال کافر ہے اسکو طواف سے کیا کام۔ جواب اسکا یہ دیا ہے علماء نے کہ یہ حضرت کے مکاشفات سے ہے۔ خواب میں تعبیر اسکی یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلعم کو دکھایا۔ کہ ایک روز ہوگا عیسیٰؑ گرد دین کے پھرینگے واسطے قائم کرنے دین کے۔ اور درستی کرنے خلل و فساد کے اور دجال بھی پھریگا۔ گرد دین کے بقصد خلل اور فساد ڈالنے کے دین میں کذا قال الطیبی"
(مظاہر حق شرح مشکوٰۃ جلد ۴ صفحہ ۲۳۷ و مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۴ صفحہ ۲۱۹ مجمع البحار جلد ۲ صفحہ ۳۲۱)

اسی طرح صفا مروہ کے طواف سے مراد تکالیف پر صبر کرنا ہے۔ اور قربانی سے مراد نفس کی قربانی ہے۔ جسکے قائم مقام ظاہری قربانی رکھی گئی ہے۔

پس آنحضرت صلعم فرماتے ہیں۔ کہ جب مسیح ابن مریم آئیگا۔ تو اس پر خدا تعالیٰ کی طرف سے فیوض و انوار نازل ہونگے اور اسے علم لدنی عطا کیا جائیگا۔ اور اسرار شریعت اس پر کھولے جائینگے جس کی وجہ سے کوئی مخالف آپ پر غالب نہیں آسکیگا۔ اور آپکے ذریعے سے دین اسلام کا ادیان باطلہ پر غلبہ ظاہر ہوگا۔ اور آپ کو دو بیماریاں ہونگی جیسا کہ حدیث میں ان بیماریوں کو دو زرد چادروں سے تعبیر کیا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۱۷ میں لکھتے ہیں:۔

"ہاں دو مرض میرے لاحق حال ہیں۔ ایک بدن کے اوپر کے حصہ میں اور دوسری بدن کے نیچے کے حصہ میں۔ اوپر کے حصہ میں دوران سر ہے۔ اور نیچے کے حصہ میں کثرت پیشاب ہے۔ اور یہ دونوں مرضیں اُسی زمانہ سے ہیں جس زمانہ میں میں نے اپنا دعویٰ مامور من اللہ ہونے کا شائع کیا ہے۔ میں نے انکے لئے دعائیں بھی کیں مگر منع میں جواب پایا"۔

باوجود ان مرضوں کے آپ اپنی انتہائی عمر پائینگے۔ اور آپکی باتیں قبول کیجائینگی۔ اور آپ ایسے عابد اور تائب ہونگے۔ کہ آپ اپنی بار بار کی توبہ اور تضرع سے اپنے اس تعلق کو جو آپ کو خدا کے ساتھ ہے۔ تازہ کرتے رہینگے۔ گویا کہ آپ ہر وقت غسل کرتے ہیں۔ اور اس پاک غسل کے پاک قطرے موتیوں کی طرح سر پر سے ٹپکتے ہیں۔ اور لوگ آپکی دشمنی کرینگے مگر آپ خائف نہیں ہونگے اور آپ پر مصائب آئینگی لیکن آپ ان مصائب کو برداشت کرینگے اور صبر اختیار کرینگے۔ اور یہ آپ کو کبھی خیال نہیں ہوگا۔ کہ دشمن آپ پر غالب آجائیگا۔ بلکہ مخالف کے غالب آنے سے بے خوف ہونگے۔ اور آخر کار اپنے مقصد میں کامیاب ہوجائینگے۔ اور دشمن ذلیل ہوگا۔ اور دشمن اسلام ہر قسم قسم کے اعتراضات اور حملے کرینگے جن کا دفعیہ حضرت مسیح موعودؑ فرمائینگے۔ یہ سب باتیں آنحضرت صلعم کو کشفی طور پر حج یا عمرہ کی صورت میں دکھائی گئیں۔ کہ مسیحؑ حج یا عمرہ کا احرام باندھے ہوئے ہے۔

دوسری وجہ ۔ اگر ظاہری معنوں میں لیں تو انکی مطابقت یوں ہو سکتی ہے کہ یہ کلام مشروط ہے اور شرط مقدر ہے ۔ مطلب یہ کہ اگر مسیح موعودؑ کے لئے تمام وہ امور میسر آگئے ۔ کہ جنکی وجہ سے حج کرنا ضروری ہوتا ہے اور کوئی روک نہ رہی ۔ تو اللہ کی قسم ہے ۔ کہ وہ ضرور حج اور عمرہ کریگا ۔ اور یہ کلام کرنے کا طریقہ ہے ۔ کہ ایک بات کی جاتی ہے ۔ اور اس میں بعض مخفی شرطیں ہوتی ہیں جن کا اظہار نہیں کیا جاتا پھر وہ بات شرط کے نہ پائے جانے کی وجہ سے ظہور میں نہیں آتی جیسے آنحضرت صلعم فرماتے ہیں ۔ کہ جابرؓ کے والد عبد اللہؓ کو خدا تعالیٰ نے وعدہ دیا کہ تمنّ اعطیک تو سوال کر میں تجھے دونگا ۔ جب اس نے کہا کہ اے خدا تو مجھے دنیا میں دوبارہ لوٹا تا میں تیرے رستے میں پھر دوبارہ لڑوں اور قتل کیا جاؤں تو خدا تعالیٰ نے جواباً فرمایا قد سبق منّی القول حرام علٰی قریۃ اھلکناھا انھم لا یرجعون ۔ یہ نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ وعدہ پہلے دیا جا چکا ہے ۔ کہ میں دنیا میں دوبارہ کسی کو نہیں لوٹاؤنگا ۔ جواب سے معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ نے جو پہلے وعدہ دیا تھا وہ مشروط بشرائط تھا کہ اگر فلاں بات مانگے گا تو نہیں دیجائیگی ۔ اس وعدہ کا عدم ایفاء شرائط مقدرہ کے نہ پائے جانیکی وجہ سے ہوا ۔ اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم نے ایک طرح مسیح موعودؑ کے حج نہ کرنے پر معترضین کو جواب دیا ہے ۔ دیکھو اے اعتراض کرنیوالو ۔ تم جان لو کہ اگر مسیح موعودؑ کے لئے تمام وہ باتیں جنکی وجہ سے حج کرنا ضروری اور فرض ہوا کرتا ہے میسر آگئیں تو وہ ضرور ضرور حج کرینگے ۔

Digitized by Khilafat Library

بہر حال یہ حدیث بھی حضرت مسیح موعودؑ کے دعوے پر قادح نہیں ہو سکتی ۔ اور یہ حدیث اپنے اصل الفاظ میں بھی نہیں بیان کی گئی ۔ جیسا کہ دوسری جگہ لیھلّن کی بجائے لیھبطن اور لینزلن کا لفظ ہونا دلالت کرتا ہے ۔ خلاصہ جواب یہ کہ یہ حدیث اپنے اصلی معنوں پر محمول نہیں ہے بلکہ ایک کشف ہے جو تعبیر طلب ہے ۔ اور اگر اصل معنی لئے جائیں تو کلام مقید ماننا پڑیگا ۔ اور آپ کا خود حج نہ کرنا بوجہ شرائط حج کے نہ پائے جانے کے ہے اور حج کا طریق جو شریعت نے دوسرا بتایا ہے ۔ اس رو سے آپنے حج کیا ہے ۔ اور اس طرح یہ پیشگوئی پوری ہو گئی

ریویو ۱۹۲۲ء کا فائل منگوا لیجئے ۔ سنہ ۱۹۲۲ء کے فائل میں نہایت مفید اور جامع مضمون چھپے ہیں ۔ حضرت اقدس خلیفۃ المسیح کی تقریر جلسہ سالانہ ہستی باری تعالیٰ پر جو ہوئی تھی اس کا خلاصہ بھی کئی نمبروں میں چھاپا گیا ہے ۔ احباب عمر فی جلد کے حساب سے ایک ماہ کے اندر اندر منگوا سکتے ہیں ۔ مینیجر ریویو اردو قادیان

مردوں اور عورتوں کے قویٰ میں مساوات نہیں

اسلام نے جہاں عورتوں کے متعلق ولهن مثل الّذی علیهن کہکر ان کے حقوق کو ضائع ہونے سے بچایا ہے وہاں وللرجال علیهن درجة فرماکر یہ فطری حقیقت منکشف کی ہے کہ مرد اور عورت کے قویٰ میں مساوات نہیں بلکہ قانون قدرت نے مرد کے قویٰ عورت کے قویٰ کی نسبت اعلیٰ بنائے ہیں اور جو قوت عقلی اور جسمی مرد کو دی گئی ہے۔ اس قدر عورت میں ودیعت نہیں کیگئی۔

اسلام کے اِس صحیح اور سچّے اصول سے آج کئی لوگ اختلاف رکھتے ہیں اور جب ان سے پوچھا جاوے کہ اگر مرد اور عورت کے قویٰ میں مساوات ہے تو کیا وجہ کہ دنیا کے ہر ملک کے مردوں کے قد وہاں کی عورتوں کے قد سے اونچے اور ان کے جسم عورتوں کے جسموں سے مضبوط ہیں ؟ اور کیا سبب ہے کہ ہر ملک میں سیاست و تدبیر کے اکثر عہدے مردوں کے ہاتھ میں ہیں اور عورتیں اہم مناصب سے محروم ہیں اگر جنگ برپا ہے تو میدان جنگ میں مرد ہی مرد نظر آتے ہیں اور اگر صلح پر گفتگو ہو رہی ہے تو تمام نمائندے مرد ہی ہیں عورت وہاں بھی نظر نہیں آتی اور اگر کوئی انقلاب ہے تو وہاں بھی مردوں کا ہاتھ ہی نظر آئیگا۔ غرض دنیا کی مشین کے پرزے مردوں کے ہاتھوں سے چلتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ہمارے اس سوال کے جواب میں جو دلیل دیجاتی ہے وہ یہ ہے کہ یہ سب باتیں عادات اور تربیت کی وجہ سے ہیں چونکہ بچّہ کے پیدا ہوتے ہی لڑکا ہونیکی صورت میں اُسے کھیتی باڑی مزدوری اور فوجی خدمتوں کے لئے تیار کیاجاتا ہے اس لئے اُس کے جسم میں سختی اور مضبوطی اور اُس کے قد میں درازی اور ہمّت میں بلند پروازی پیدا ہوجاتی ہے۔ اور لڑکی کو چونکہ پہلے دن ہی سے محنت و مشقت کے کام نہیں دیئے جاتے نہ وہ مردوں کی طرح باہر نکلتی ہے نہ وہ ان کاموں میں مشغول ہوتی ہے جس میں مرد مشغول ہوتے ہیں بلکہ گھر میں رہتی ہے اور ہلکے ہلکے کام اسکے سپرد کیئے جاتے ہیں اور اُس کا فرض قرار دیا جاتا ہے کہ وہ مرد کو خوش کرنے کے لئے ہر وقت سنگھار سے رہے اور اُسکی ہر بات میں نزاکت ہو اس لئے نہ اُس کا قد بڑھتا ہے نہ جسم میں سختی پیدا ہوتی ہے نہ اسکی ہمت میں بلند پروازی ہوتی ہے۔ پس اصل وجہ قویٰ کی کمزوری نہیں بلکہ سب قصور تربیت کا ہے اور اُس کا ثبوت یہ ہے کہ اگر پیدا ہوتے ہی ایک لڑکی کو موٹے جھوٹے کپڑے پہنائے جائیں اور جوں ہی وہ

ہوش سنبھالے اُسے مشقت کے کاموں میں ڈالا جائے پھر بڑے ہو کر وہ مردوں کی طرح ورزش کرے اور فوج میں داخل ہو کر فوجی زندگی کی سختیوں کی مشق کرے تو یقیناً اُس عورت کے قد اور قوٰی اور ہمت میں اور عورتوں کی نسبت نمایاں فرق ہوگا بلکہ وہ عورت بہت سے ان مردوں سے مضبوط اور دلاور ہوگی جن کی زندگی امارت کی وجہ سے نزاکت میں گذری ہوگی۔ یہ دلیل بظاہر کافی مغالطہ دے سکتی ہے اور ایک حد تک درست بھی ہے کیونکہ واقعہ میں عورتوں کی موجودہ کمزوری اور ضعف موجودہ تربیت ہی کا نتیجہ ہے لیکن یہ غلط ہے کہ اگر عورتوں کی تربیت مردوں کی طرح ہو تو وہ مردوں کے برابر ہو جائیں اور یہ کہ مردوں اور عورتوں کے قوٰی میں مساوات ہے صرف تربیت کا فرق ہے کیونکہ میرے نزدیک یہ بالکل غلط ہے اور اس کے غیر صحیح ہونے کے متعلق میں ایک ایسا ثبوت دیتا ہوں جو خیالی نہیں بلکہ مشاہدہ پر مبنی ہے اور وہ یہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے انسانوں میں عورت اور مرد جوڑا پیدا کیا ہے اسی طرح اُس قادر مطلق نے مطابق فرمان سبحان الذی خلق الازواج کلھا مما تنبت الارض ومن انفسھم ومما لا یعلمون ہر حیوان بلکہ نباتات تک کے جوڑے بنائے ہیں پس ہم اگر عورت اور مرد کے متعلق کوئی تصفیہ کرنا چاہیں تو اپنی نظر کو مرد اور عورت تک ہی محدود نہ رکھیں بلکہ سطح ارض کے تمام جوڑوں پر نظر ڈالیں اس لئے اس مسئلہ میں بھی ہم کو اور حیوانات کے نر و مادہ پر نظر ڈالنی چاہیئے۔ سو جب ہم انسان کے سوا اور جانوروں کو مشاہدہ کرتے ہیں تو صاف نظر آتا ہے کہ ہر جانور کی مادہ اپنے نر سے قوٰی میں کمزور ہے گائے اپنے قد اور طاقت اور کام میں ہرگز اس قدر قوٰی نہیں رکھتی جسقدر ایک بیل۔ اسی طرح ایک بھینس قد و قامت اور طاقت میں بھینسے کا مقابلہ نہیں کر سکتی مرغیوں کو دیکھو وہ مُرغ کے نشو و نما کا کہاں تک مقابلہ کر سکتی ہیں مگر گھر کے ان پالتو جانوروں سے نظر ہٹا کر جنگل کے جانوروں کو دیکھو قد و قامت اور طاقت و قوت میں ہر مادہ اپنے نر سے کمزور ہے حالانکہ وہ سب جنگل کی کھلی ہوا میں مساوی طور پر تربیت پاتے ہیں نہ انہیں پردہ کی قید ہے اور نہ سوسائٹی کے قواعد میں نر و مادہ میں کوئی تمیز مگر پھر باوجود اس کے شیر ببر اپنی شیرنی سے بدرجہا زیادہ پُر رعب اور طاقتور ہے۔ حیوانات کے اس عام قانون کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم عورتوں کو مردوں کے مساوی ٹھیرانیوالوں سے پوچھتے ہیں کہ اگر عورت کی کمزوری صرف تربیت کی وجہ سے ہے تو بتاؤ کہ تمام جنگلی جانوروں کی مادیوں کا اپنے نروں کے مقابلہ میں کمزور ہونا کس تربیت کے نقص کی وجہ سے ہے؟

ہم اور ہمارے ہم عصر

زد جام عشق

الفضل میں ایک اشتہار چھپا تھا اور اس سے پہلے دیگر اخبارات سلسلہ میں بھی یہ مشتہر ہو رہا ہے بلکہ وکیل میں بھی ایک صاحب نے اشتہار دیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام الٰہی سے ایک نسخہ بتلایا گیا ہے جو مقوی ہے۔ اور اس کا نام زد جام عشق ہے جو ہر دوائی کا پہلا حرف لینے سے بنتا ہے۔ میں اسکے متعلق تحقیقات کی کیونکہ میرا ایمان ہے۔ کہ ماموران الٰہی قوائے شہوانیہ و غضبیہ کو حد اعتدال پر لانیکے لئے آتے ہیں۔ اور ماسوائے شرعی حج کے اس طرف ان کو توجہ نہیں دلائی جاتی۔ الحمد للہ کہ واقعات میرے عقیدے کے مطابق نکلے۔ حضورؑ نے اپنا شباب عبادت الٰہی میں گذارا جب آپ نے بہ حکم ربانی نکاح کیا تو چونکہ بوجہ ریاضات روحانی و تبتل الی اللہ اس طرف توجہ نہ رہی تھی، اسلئے کسی محرک کی ضرورت تھی اسکے لئے۔ ایک نسخہ بتایا گیا جسکی نسبت یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ نسخہ پہلے کتب طب میں موجود نہ تھا۔ اس نسخے کے متعلق حضورؑ نے جب سنا کہ بعض اور لوگ استعمال کرنیوالے ہیں تو فرمادیا کہ ضروری نہیں کہ سب کو مفید ثابت ہو بلکہ اکثر حالات میں مضر بھی ہو سکتا ہے۔ بایں وجوہات یہ امر پسندیدہ نہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کی طرف منسوب کرکے اس نسخہ کے اشتہار دیئے جائیں اور الہام الٰہی بتا کر یہ ظاہر کیا جائے کہ اس کا فائدہ یقینی ہے +

Digitized by Khilafat Library

ایک نشان کو مشتبہ کرنیکی کوشش

مجربات نور الدین۔ مفتی فضل الرحمٰن صاحب نے تینوں جلدوں میں چھپوائے تھے لیکن ان میں غلطیاں رہ گئی تھیں۔ اب لاہور کے ایک صاحب نے مولانا نور الدین خلیفہ اول رضؓ کے بیاض خاص کے نام سے (حالانکہ مجربات نور الدین کے علاوہ جو بیاض خاص الخاص ہے وہ مولانا مرحوم کے خاندان میں محفوظ غیر مطبوع پڑا ہے) ایک کتاب چھپوائی ہے اسکے ابتداء میں مولانا کے بعض سوانح ہیں اسی ذیل میں ایک واقعہ یہ بھی دیا ہے کہ ایک شخص کو باؤلے کتے نے کاٹا۔ کسولی سے علاج ہونے کے باوجود بیماری عود کر آئی تو مولانا نے برومائڈ پوٹاشیم دیا اور اسے صحت ہو گئی۔ یہ بالکل غلط اور فضول بات ہے کہ برومائڈ پوٹاشیم سے مرض کا ازالہ ہوا اگر کسی طبیب یا ڈاکٹر یا مستند اطباء کے میڈیکل بورڈ کو ذرا بھی زعم اس بات کا ہو کہ پوٹاشیم برومائڈ سے ہڑک دور ہو جاتی ہے تو وہ آئیں ہم انکو چیلنج کرتے ہیں کہ کسولی کے علاج کے بعد جب وہاں سے اسکے لئے کچھ نہیں ہو سکتا کا تار آجائے اور پھر بیماری عود کر آئے تو کبھی صحت نہ ہوگی بجز اسکے کہ کسی مقرب بارگاہ صمدی کے ہاتھ پر شفا کا معجزہ ظاہر ہو مشیت ربانی ہو مذکورہ بالا صورت میں جو مریض صحت یاب ہو گیا تو مولانا نور الدین کے ہادی و رہنما حضرت مسیح موعودؑ کے ہاتھ پر خداوند کریم نے

تین نصرانیوں کا اسلام

شیعی اخبار تاریخ اسلام میں آئے دن قابل قدر مگر حیرت انگیز اضافے فرماتے رہتے ہیں جس کے لئے صداقت ان کی ہمیشہ ممنون احسان رہیگی۔ سال نو کے نوروز کو جو درنجف نکلا ہے اسمیں تین نصاریٰ کے اسلام کا ذکر ہے۔

ایک تو وہ جو عین معرکہ کے وقت بیوی اور ماں کو چھوڑ کر امام مظلوم پر قربان ہوا۔ دوم وہ عیسائی جس نے کچھ نقدی دیکر سر امام (حسین) کو اپنے صومعہ میں لے جاکر پانی سے دہو کر مشک و عنبر لگایا اور گلاب چھڑکا۔ اور سر باعجاز گویا ہوا اور وہ مشرف باسلام ہوا۔ تیسرا نصرانی وہ تھا جو دربار یزید میں بیٹھا تھا۔ اوسنے یزید سے دریافت کیا یہ کون لوگ ہیں۔ یزید نے اقرار کیا کہ یہ وہ ہیں جنکے نانا کا میں کلمہ گو ہوں۔ نصرانی نے کہا اے یزید ہم لوگ حضرت عیسےٰ کے گدھے کے سم کے نعل کو بوسہ دیتے ہیں (یہ فرقہ غالباً اب موجود نہیں۔ ناقل) اور تو نے لخت دل رسول کا پاس و لحاظ نہ کیا۔ یزید نے جلاد کو حکم دیا کہ اسکا سر کاٹ دو نصرانی نے اسی وقت کلمہ شہادت پڑھا۔ گویا ایک نصرانی نے امام کا ساتھ دیا شہید ہوا دوسرا سر بریدہ امام مظلوم پر ایمان لایا تیسرا سر بریدہ امام پر نثار ہوا۔ بہتر ہے کہ ان شہداء ثلاثہ کا بھی تعزیہ اٹھایا جایا کرے۔ اور اگر یورپ و امریکہ میں لے جایا جائے تو قوموں کی قومیں ایمان لائینگی۔ ہاں پہلے ان نصرانیوں کا حسب و نسب اور سوانح زندگی شائع کرنے چاہئیں تاکہ کسی خارجی و ناصبی کو شک و شبہ ڈالنے کا موقعہ نہ رہے۔

کیا علی خدا ہیں۔ معلوم ہوتا ہے حضرت علیؓ کی پوزیشن خود شیعہ پر بھی مشتبہ ہے یا جو کچھ وہ انہیں مانتے ہیں اسے صاف طور پر ظاہر نہیں کر سکتے۔ در نجف میں چند رباعیاں چھپی ہیں ایک رباعی قابل ملاحظہ ہے ؎

Digitized by Khilafat Library

شہ کو کوئی عبد حق بنا کہتا ہے ✤ کوئی انہیں سب کا ناخدا کہتا ہے
یارب حیران ہوں کیا کہوں میں آخر ✤ کوئی بندہ کوئی خدا کہتا ہے

دیو سماج کا معبود۔ اخبار جیون تت میں دیو سماج کے جلسہ سالانہ کا حال چھپا ہے میں اس انتظار میں تھا کہ اس فرقہ ضالہ کے معبود کی بھی کوئی تقریر اگر ہوئی ہو تو اوسے

پڑھ کر دیکھوں کہ وہ کیا ہدایت اپنے پیرووں کو دیتا ہے۔ ۲۰ جنوری ۲۳ء کے اخبار میں جو تسبیح کی مہا سبھا میں دیو آتما کے بیانات کا خلاصہ چھپا ہے۔ یہ بیان کیا گیا ہے۔ ناکامی نامرادی۔ دکھ۔ عذاب اور ہر قسم کی بربادی کی ایک داستان ہے جو اس حقیقی خداوند زمین و آسمان سے برگشتہ کرنے والے کی زبان سے بے اختیار نکل گئی۔ اس کی اپنی زندگی کس طرح گذر رہی ہے مندرجہ ذیل سطور پڑھیئے:-

میرے معدے کو سخت نقصان پہونچنے سے اس کا کام خراب ہو گیا۔ گلا بھی ہمیشہ کیلئے روگی ہو گیا سینہ اور پیٹ میں کرنے والے دردوں سے ایک عرصہ تک میرا بایاں کان بہتا رہا اور میری سننے کی اصلی طاقت بھی ہمیشہ کیلئے جاتی رہی۔ دائمی قبض کی شکایت پیدا ہو گئی۔ پیٹ میں ہوا کے پیدا ہونے سے افارہ (نفخ) ہونے لگا اور × × جس سے ایک ایک دفعہ اسطرح محسوس ہوتا تھا کہ پیٹ پھٹ جائیگا پھر ایک یا دوسرے وقت میں بہت زوردار طور سے سینکڑوں اور ہزاروں کی تعداد میں لگاتار ڈکاریں پیدا ہوتیں اور ان کے کئی کئی گھنٹے لگاتار جاری ہونے سے مجھے سخت تکلیف میں سے گذرنا پڑتا × × اسقدر تکلیف رہتی تھی کہ میں اسکا بیان نہیں کر سکتا۔ اسلئے ایسی حالت میں ایک دن میرا دل اسقدر دکھ اور بے قراری سے بھر گیا کہ میں بے بس ہو کر نہایت زور سے رونے اور بلبلانے کے لئے مجبور ہو گیا۔ × × اسقدر دکھی تھا کہ بیس منٹ تک میرا بلبلانا کسی طرح بند نہ ہو سکا۔ میرا یہ بلاپ میری زندگی میں دوسرا بلاپ تھا جو ۹ مئی سنہ ۱۹۲۲ء کو سولن میں ہوا تھا۔ اس سے پہلے ایک بلاپ راولپنڈی میں ہوا تھا۔

ان حالات سے ظاہر ہے کہ اس شخص کی زندگی نہایت دکھ اور عذاب کی زندگی ہے اور عیسائیوں کے یہاں جہنم کی جو یہ تعریف ہے کہ وہاں رونا اور دانت پیسنا ہوگا۔ اسکا اقرار اپنی زبان سے کیا جاتا ہے اور باایں ہمہ خلق خدا کو خدا سے برگشتہ کرنیکا عزم نہ حال میں ہے بلکہ مستقبل کے لئے بھی پٹڑی جما دی ہے چنانچہ لکھا ہے۔

دیو آتما کا اسوقت یہ زندہ شریر کچھ عرصہ کے بعد زندہ نہ رہے گا × × × تب موافق حالات میں دیو آتما اپنے لئے ایک اور سوکھشم شریر بنا کر اپنے منصب کے موافق کسی اور لوک میں پاس کریگا۔ اور وہی دیو آتما آگے بھی تمہارا اور اوروں

کا سچا اور ایک ماترا یا سبہ دیوتا رہیگا۔ اور تم اپنے اپنے ادسیکار کے موافق جیسو اب ان کے دیو بھاؤ پا رہے ہو۔ ویسے ہی آیندہ بھی پاؤ گے۔ اور اسی طرح پاؤ گے جسطرح اس پرتھوی سے مادی سورج اگرچہ نو کروڑ میل سے بھی زیادہ فاصلہ پر ہے تو بھی اس کی جوتی اور اسکے تاپ کی کرنیں ایتھر یعنے بیوم کے ذریعے یہاں تک پہنچتی ہیں۔ ویوآتما کے دیو بھاؤں کی لہریں بھی تم تک ایتھر کے ذریعے اسی طرح پر پہنچیں گی۔"

ظہور امام آخر الزمان کی ندا آسمان پر۔ اس عنوان سے ہمصفر ذوالفقار (شیعہ اخبار) رقمطراز ہے۔

Digitized by Khilafat Library

"لکھا ہے امام مہدی علیہ السلام آخر الزمان کا ظہور اسوقت ہوگا جبکہ تمام دنیا پر کفر و ضلالت کے بادل چھا جائینگے۔ موجودہ زمانے کے حالات اور رفتار کو جب ہم نظر بصیرت سے دیکھتے ہیں تو آئینہ ہو جاتا ہے۔ x x کہ قرآن کی تعلیم کو مسلمانوں نے بالکل چھوڑ دیا۔ مسجدوں اور ممبر رسول پر مشرکوں کی تقریریں اور لیکچر کرانے پر دست رس ہو گیا۔ گاندھی کو عام جلسوں میں نبی بالقوہ اور امام بنایا گیا۔ اور ایسا کہنے والے مسلمانوں کے مولانا اور لیڈر و رہنما ہونے کے دعویٰ دار تھے۔ قرآن کی تفسیروں کو اپنے خیال کے مطابق جسطرح چاہا بنا لیا۔

مسلمانوں کے روحانی خلیفے وہ بنائے جارہے ہیں جن کے باطن کا تو خدا کو علم ہے مگر انکی ظاہری صورت و تصویر بھی جو اسلامی اخبارات میں دکھائی گئی ہے خلاف شریعت اسلام ہے۔ حال ہی میں تین خلفاء کے نام پر مجلس انگورہ میں الکشن ہوا۔ مگر بد قسمتی سے وہ ہر سہ ریش ستردہ۔ داڑھی کا صفایا کرائے ہوئے دستیاب ہوئے۔

جب نظام عالم کی اسقدر ردی حالت ہو گئی ہے تو حدیث صحیح کے مطابق حقیقی خلیفہ اثنا عشر جو خداوند عالم کا انتخاب کیا ہوا خلیفہ ہے x x x x x اب وہ ظہور فرما کر اسلام کو اس ایک رستہ پر چلائیں جو بانی اسلام کیوقت میں صراط المستقیم تھا۔

حدیث میں آیا ہے ظہور امام آخر الزمان کی منادی آسمان پر ہو گی اور ظہور

کی کل دُنیا کو خبر کر دیگا۔ چنانچہ ۹ جمادی الاوّل ۱۳۴۱ھ مطابق ۲۸ دسمبر ۱۹۲۲ء جبکہ شام کے پانچ بج چکے تھے۔ آسمان پر یہ نشان نظر آیا جس کو ہر ایک آنکھ نے دیکھا محبان اسلام کے دل زیادہ منوّر ہو گئے جو لوگ منکر تھے وہ نقش دیوار بنے ہوئے تھے۔ جس کی صورت اور شکل یہ تھی۔ یا مسیح

ثابت ہوتا ہے کہ آسمان پر پہلی ندا ظہور آلِ محمدؐ کی ہو چکی ہے۔ اب وقت ظہور عنقریب ہے اصل اسلام کا دنیا میں ڈنکا بجنے والا ہے۔ × × حضرت کو کسی فوج کی چنداں ضرورت نہیں صرف خدا کی امداد کی ضرورت ہے۔

ریویو۔ ذوالفقار نے جو کچھ لکھا ہے اسکے متعلق ہم یہ کہنا چاہتے ہیں۔ دنیا کی تمام قومیں مشکلات میں ہیں اور نجات دہندے کے ظہور کے لئے بھی وقت مقرر کرتی ہیں۔ مگر افسوس کہ آنیوالا آ بھی چکا اور یہ اسے آنکھیں کھولکر شناخت نہیں کرتیں جس نشان کا ذکر اوپر کیا گیا یہ ہمنے بھی دیکھا۔ اسوقت حضرت خلیفۃ المہدی کی تقریر ہو رہی تھی مغرب کیطرف ایک طولانی روشنی ظاہر ہوئی اور دیر تک رہی ۔

آنکھ کے اندھوں کو حائل ہو گئے سو سو حجاب ✤ ورنہ قبلہ تھا ترا رُخ کافر و دیندار کا

خدا کی نصرت کس کے ساتھ ہے۔ اخبار پیغام صلح میں مولوی محمد علی صاحب کی وہ تقریر چھپی ہے جو صاحب موصوف نے احمدیت کیا ہے پر فرمائی۔ اس تقریر میں یہ فقرات بھی ہیں۔

Digitized by Khilafat Library

"ہم میں سے وہ گروہ جو مسلمانوں کو کافر کہتا ہے اسنے احمدیت کے نام کو بدنام کر دیا ہے۔ × × محبت احمدیت کے متعلق عام طور پر تھی اسکی جگہ اب نفرت پھیل گیا ہے"

اسپر ہمارا سوال یہ ہے کہ اس نفرت پھیلانے کے ذمہ دار اگر ہم مبایعین خلیفۃ المسیح (ثانی) ہیں تو کیا وجہ ہے سلسلہ احمدیہ میں دو ہزار آدمی سالانہ ہمارے ہی ذریعے صرف ہندوستان میں داخل ہوتا ہے اور آپ جو محبت اور آشتی کا پیغام پہونچاتے ہیں اور حضرت مرزا صاحب کو نبی نہیں منواتے بلکہ مجدد کہتے ہیں آپ کے ہاتھ پر عشر عشیر بھی سلسلہ میں داخل نہیں ہوتا۔ یہ عجیب بات ہے کہ نفرت تو ہم اپنے عقائد اور طرز عمل سے پھیلائیں اور احمدیت کو ایک ہوا بنا دیں اور لوگ ہماری طرف ہی

دوڑیں۔ آپ احمدیت کو محبوب شکل میں ظاہر کریں اور پھر بھی دنیا کے فرزانے آپ کی طرف متوجہ نہ ہوں۔ اگر آپ کہیں کہ عام رذیل لوگ قادیان میں بیعت کرتے ہیں تو یہ قول پڑھ لیجیئے کس کا ہے۔

مانرٰک اتبعک الا الذین ھم اراذلنا بادی الرأی ہمیں کچھ کہتے کہتے آپ اس گروہ میں داخل ہو جاتے ہیں جس نے ہمیشہ انبیاء کو یہی کہا۔

دوم اسپاریہ میں آپکو چیلنج کرتا ہوں کہ نومبایعین میں سے ہر طبقے کے ہوشمند دکھا سکتا ہوں یہ تعجب اور حیرت کا مقام ہے کہ ہم ہی برباد کن دین و ملت ہوں۔ ہم ہی حضرت خاتم النبیین کے دشمن اور اسلام کی تعلیم کے خلاف جدّ و جہد کرنیوالے اور آپ کے مقابلہ میں تائید و نصرت الٰہی بھی ہمارے ہی شامل حال ہو۔

اشتہار صداقت آثار بجواب مطلع الانوار

(پچاس روپے انعام)

۱۵ اپریل ۲۲ء میں ایک اشتہار سید صادق حسین صاحب کیطرف سے چھپا تھا۔ اسکا جواب کسی شیعہ نے دیا۔ جواب الجواب ہمارے مکرم بھائی نے دیدیا۔ چونکہ دیر ہو گئی اسلیئے صرف اسکا خلاصہ درج ذیل ہے۔

۱ تقیہ۔ آپ پر اصول مذہب شیعہ کے مطابق جواب لکھکر شائع کرنا واجب نہ تھا بلکہ تقیہ واجب تہا کیونکہ محقق ابن بابویہ نے لکھا ہے والتقیۃ واجبۃ لا یجوز ترکھا الی ان یخرج القائم ومن ترکھا قبل خروجہ فقد خرج عن دین اللہ تعالیٰ و عن دین الائمۃ وخالف اللہ ورسولہ والائمۃ علیھم السلام۔ دیکھو رسالہ اعتقادیہ باب التقیہ و شرح ارشادیہ باب ۳۹ صفحہ ۳۳۲ مطبوعہ لکھنؤ یعنی تقیہ واجب ہے اوسکا چھوڑنا جب تک امام مہدی آخر الزمان ظہور نہ کریں جائز نہیں اور جس شیعہ نے خروج مہدی سے پہلے تقیہ چھوڑ دیا وہ اللہ تعالیٰ کے دین اور ائمہ کے دین سے خارج ہوا اور اوسنے اللہ و رسول اور ائمہ علیہم السلام کی مخالفت کی۔

۲ خوش فہمی و تفسیر دانی کا نمونہ ص۱۷ میں فرماتے ہیں اگر وعدہ الٰہی کے مطابق

حضرت ابوبکر خلیفہ ہوئے تو اس موقعہ پر فوراً ہی آیت پڑھ کر سنا دیتے جو آپ نے چودھویں صدی میں متعلق کی ہے"۔ حضرت! اہلسنت یہ نہیں کہتے کہ انعقاد خلافت ابوبکر اس آیت کی بناپر ہوا بلکہ یہ کہتے ہیں کہ انکے عہد خلافت میں جو الٰہی نصرتیں بارش کی طرح برسیں ان سے ظاہر ہوا کہ حضرت ابوبکر آیت استخلاف کے مصداق و موعود خلیفہ ہیں پھر وضح ہو کہ پہلے ہی یہ آیت چودھویں صدی میں خلافت ابوبکرؓ سے متعلق نہیں کی بلکہ سب سے پہلے شخص اس آیت کو خلافت خلفائے ثلٰثہؓ سے متعلق کرنیوالے جناب امیر علیہ السلام ہیں جیساکہ علامہ میثم کی شرح نہج البلاغۃ سے ظاہر ہے۔

سیاہ جھوٹ کا نمونہ۔ صفحہ ۱۸ میں لکھتے ہیں "تمامی اہلسنت نے جناب امیر کو بھی اس آیت میں داخل کیا ہے"۔ حالانکہ امام فخرالدین رازی کی تفسیر کبیر جلد ۶ صفحہ ۳۳۷ میں لکھا ہے "ومعلوم ان بعد الرسول الاستخلاف الذی ہذا وصفہ انما کان فی ایام ابی بکر و عمر و عثمان" یعنی ایسی خلافت جسکا ذکر اس آیت میں بیان ہے صرف حضرت ابوبکر و عمر و عثمانؓ کے زمانہ میں تھی (خلافت محمدیہ مولوی ثناء اللہ امرتسری صفحہ ۴۲)

حدیث دانی کا نمونہ۔ صفحہ ۲۱ میں ایک حدیث پیش کی ہے (۳) "فقلت یارسول اللہ الست من اہل البیت قال انک الی خیر انک من ازواج النبی"۔ اسکا ترجمہ صفحہ ۲۲ پر لکھا ہے "پس عرض کیا (ام سلمہؓ نے) کیا میں اہلبیت سے نہیں ہوں جواب میں فرمایا رسول اللہ نے کہ تم خیر پر ہو۔ پس اہلبیت میں زوجہ نہیں ہے"۔ چہ خوش۔ آنحضرتؐ تو فرماتے ہیں کہ تو اہلبیت ہونے میں بہتری پر ہے کیونکہ تو ازواج نبی سے ہے۔ (جن کی شان میں آیہ تطہیر نازل ہوئی ہے۔ پڑھو پارہ ۲۲ سورہ احزاب کی آیتیں ینساء النبی سے آیہ تطہیر کے بعد تک) اور مسٹر موصوف فرماتے ہیں کہ اہلبیت میں زوجہ نہیں ہے حالانکہ پھر خود صفحہ ۳۲ میں ایک حدیث کا ترجمہ لکھتے ہیں کہ "فرمایا اللّٰھم ھولاء اھلبیتی خداوندا یہی میرے اہلبیت ہیں اسپر میں (ام سلمہ) نے عرض کیا کہ ہم بھی تو ام سلمہ کہتی ہیں کہ حضرت نے فرمایا کہ ہاں اور فرمایا کہ تو خیر کیطرف ہے"۔ اور رحمۃ اللہ وبرکاتہ علیکم اہل البیت جو قرآن کریم میں بزبان ملائکہ حضرت سارہؓ کے حق میں وارد ہے اسکی نسبت صفحہ ۳۸ میں تسلیم فرماتے ہیں کہ اصل تخاطب انہیں سے ہے یا حضرت ابراہیم اور حضرت سارہؓ دونوں سے ہے بنابر تغلیب و تبعیت اور یہی انسب ہے۔

تحریف کا نمونہ۔ صفحہ ۵ میں شاہ ولی اللہ صاحبؒ کی ایک روایت نقل کی ہے جس کے

الفاظ یہ لکھے ہیں "حدیث محمد بن الحسن الذی یعتقد الشیعۃ انہ المھدی عن آبائہ الکرام" اسکا ترجمہ ص۵۵ میں لکھا ہے "بیان کیا محمد بن حسن نے اپنے بزرگوں سے جو کہ اعتقاد رکھتا تھا شیعہ کا لاحول ولا قوۃ الا باللہ اجی حضرت یہ آپکا ترجمہ نہیں تحریف ہے۔ صحیح ترجمہ یہ ہے کہ حدیث محمد بن الحسن جسکی نسبت شیعہ اعتقاد رکھتا ہے کہ وہ مہدی موعود ہیں۔ آپنے اپنے اعتقاد کی تائید کیلئے ترجمہ میں تحریف کرکے اونکو شیعہ لکھ دیا حالانکہ شاہ ولی اللہ صاحب اونکو سنّی مانتے ہیں اور اپنے وصیت نامہ میں لکھتے ہیں "این فقیر را معلوم شدہ است کہ ائمہ اثنا عشر رضی اللہ عنہم اقطاب نسبتی بودہ اند از نسبتہا رواج تصوف مقارن انقراض ایشاں پیدا شد" اور نواب صدیق حسن خانصاحب محدث اس قول کی شرح میں لکھتے ہیں۔ "حاشا للہ کہ اعتقاد و عمل ایشان برخلاف طریقہ اہلسنت بودہ باشد کہ اینہمہ چیزہا کہ طوائف روافض نسبتش بسوائے این بزرگواران مے کنند۔ ہمہ حدیث مفتری و ظلمت بر ظلمت وکذب بر کذب است" (المقالۃ الفصیحہ مطبوعہ مفید عام ص۴۳)

مطلع الانوار پر سرسری نظر۔ اشتہار نور الابصار کے تینوں سوالات کے جوابات میں روایات احاد نقل کردی ہیں جو عقاید میں حجت نہیں اسلئے ناحق کاغذ سیاہ کیا۔ پہلے سوال کے جواب میں موعود خلفاء کے اول تین نام بتائے علی حسنین۔ حالانکہ محققین شیعہ نے خود تسلیم کرلیا ہے کہ حضرت علی کی خلافت برائے نام ہی تھی اسی لئے وہ گیارہ اماموں کو چھوڑکر امام غائب الزمان کو آیت استخلاف کا مصداق کامل مانتے ہیں پھر شاید مضحکہ کے طور پر معاویہ۔ عبد اللہ بن زبیر اور مروان کو موعود خلفا بنایا ہے مگر سنی اونکو موعود خلفا ہرگز نہیں مانتے شیعہ اگر ماننا چاہیں تو مان لیں۔ دوسرا سوال۔ لفظ اہلبیت کی متعلق تھا لیکن جو روایتیں آپنے پیش کی ہیں انہیں سے ثابت ہوتا ہے کہ ازواج وغیرہ بھی داخل اہلبیت ہیں بلکہ عکرمہ تو اسپر مدینہ کے بازار میں عرصہ تک مباہلہ کا چیلنج دیتا رہا کہ آیہ تطہیر ازواج کے حق میں نازل ہوئی ہے جسکا دل چاہے مجھسے مباہلہ کرلے مگر اس سے کسی نے مباہلہ نہیں کیا۔ اگر مسٹر موسیٰ رضا صاحب حوصلہ رکھتے ہیں تو وہ خاکسار سے امر مذکور پر اب مباہلہ کرلیں۔ تیسرا سوال یہ تھا کہ حضرت محمد بن حسن عسکری کا ابتک زندہ بجسد عنصری زمین پر کہیں موجود ہونا کوئی ثابت کرے مگر اسکے اثبات سے مسٹر موصوف بالکل عاجز آگئے۔ اور ایک روایت یا شہادت برائے نام بھی ایسی پیش نہ کرسکے جس سے شیعوں کے امام غائب کا ابتک زمین پر کہیں زندہ بجسد عنصری موجود ہونا ثابت ہو پس آپ کی روایت کشی کی سب محنت اکارت گئی۔

Digitized by Khilafat Library

حبّ کا مجرب اور آزمودہ عمل

Digitized by Khilafat Library

جب شریعت پر عمل کرنیوالوں میں اخلاص و روحانیت کم ہونے لگی اور دُنیا کی طرف رغبت بڑھنے لگی تو صوفیوں کا فرقہ نمودار ہوا جنکا ظاہر و باطن ایک تھا وہ اپنے قلب و روح کی اصلاح کرتے اور دنیا پر نہ مرتے نہ اسکی طلب میں آہیں بھرتے۔ آخر فیج اعوج کا زمانہ آگیا اور جیسے علماء ھم۔ شر من تحت ادیم السماء ہوگئے ایسے صوفیاء نے بھی دین و روحانیت کے ارکان کا صفایا کر دیا۔ آجکل کے متصوفین کی کیا حالت ہے۔ انکو رسالہ تصوف کو دیکھ کر معلوم کر لیجئے۔ ایک صاحب جو اکثر دونکی سدھانے اور انہیں حقیقی اسلام پر قائم کرنے کے مدعی ہونگے رسالہ التصوف بابت ماہ جنوری میں لکھتے ہیں۔

بغیر کسی جان پہچان کے کسی کو اپنے دام میں پھنسانے کے لئے اس وظیفہ سے زود اثر اور تیر بہدف نسخہ آپ کو کہیں سے ملیگا! اور نہ امید ہے کہ آپکو کوئی بتائے۔ کیونکہ یہ نایاب عملیات سینکڑوں مشکلات کے بعد حاصل ہوتے ہیں

ان پیر صاحب کی نیک نیتی تیکسا طینتی۔ صفائی قلب تو الفاظ "بغیر کسی جان پہچان" (یعنی نامحرم عورت) اور "دام پھنسانے" ہی سے ظاہر ہے اور "پھر نہ کہیں سے ملیگا نہ امید ہے کوئی بتائے" سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ یہی وہ راز حقیقت اسلام تھا جو سینہ بسینہ نسلاً بعد نسل آپ تک پہنچا۔ امید ہے ہمارے ناظرین ریویو بھی اسکے مشتاق ہونگے۔ اسلئے ہم نقل کئے دیتے ہیں۔

یحبونھم کحبّ اللّٰہ والذین اٰمنوا اشدّ حبًا للّٰہ۔ زیّن للنّاس حب الشھوات من النساء والبنین والقناطیر المقنطرۃ الاٰیۃ۔ جمعرات کے روز پڑھنا شروع کرے۔ پہلے درود شریف سات دفعہ پھر یہ آیت ایکسو ایکبار۔ آخر میں درود شریف ۸ روز تک پڑھے اور ۱۲ بار پڑھ کر کسی شیرینی پر دم کر کے مطلوبہ کو کھلا دے۔

جس بزرگ نے یہ عمل کسی کو بتایا میرے خیال میں اسنے نہایت ہی نیکی کا کام کیا جزاہ اللّٰہ عنّی وعن سائر المسلمین کیونکہ اس پاکباز مقرب بارگاہ صمدی نے اس اہل ہوس کے منہ پر جوت لگایا یہ بتا کر کہ اے بدبخت تو مومن ہونیکا مدعی ہے اور کسی نامحرم کے عشق میں مبتلا ہی بحالیکہ جو سچے مومن ہوتے ہیں انکی محبت سب سے بڑھ کر اللہ سے ہوتی ہے جو حسن واحسان کا خداوند ہے۔ آدم زاد کی محبت دلمیں رکھنے والے تو مشرک ہیں ایسے ظالموں کیلئے عذاب خداوندی ہے اور خدا کا عذاب بہت ہی سخت ہے۔ یہ زجر ایک مومن کا دل ہلا دینے کیلئے کافی تھی۔ تعجب ہے کہ ایک نادان۔ کم فہم کلام الٰہی کو نہ سمجھتا ہوا اسی آیت سے اس نامحرم کو اپنے دام میں پھنسانا چاہتا ہے حالانکہ آیت اس سے روکتی ہے۔ اس آیت کا عمل یعنی اس حکم خداوندی پر عمل تو یہی ہے کہ لرزہ براندام ہو کر اس ناپاک محبت کو یکدم دل سے نکال دے +

کیونکہ زیّن للنّاس حبّ الشھوات من النساء میں بتایا کہ بدبخت انسان ہیں وہ جو عورتوں کے عشق میں مبتلا ہیں اور انہیں یہ بدفعل خوبصورت کر کے شیطان کیطرف سے دکھایا گیا ہے یہ تو دنیا کی زندگی کا متاع ہے اور جو اسے ترجیح دے اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔ اس تنبیہ کی موجودگی میں پھر اسے اسی ممنوع فعل کا ممد و معاون بنانا حد درجہ کی دیدہ دلیری ہے۔ خدا تعالےٰ مسلمانوں کو اس سے بچائے :

احمدیہ لٹریچر سال گذشتہ میں

جلسہ سالانہ پر جو نیا احمدیہ لٹریچر شائع ہوا ہے۔ اس کا پتہ لگانے کے لئے میں مختلف دوکانوں پر گیا۔ اور جو فہرست میں مرتب کر سکا ہوں وہ یہ ہے:-

کتاب گھر قادیان (۱) خلافت راشدہ حصہ اوّل مصنفہ مولانا عبدالکریم رضی اللہ عنہ عہ (۲) تبلیغ ہدایت حصہ اوّل مؤلفہ صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب عہ (۳) خزینۃ العرفان تفسیر القرآن حضرت مسیح موعودؑ پارہ ۷ ۸ قیمت ۹/ (۴) اسلام اور یورپ کے علوم جدیدہ مکتوب حضرت مسیح موعودؑ بنام سر سید ۱۰/ (۵) تبلیغ حق حضرت مسیح موعودؑ کی تبلیغ ایک مہمان کو قیمت ۴/ (۶) امام بخاری کی سوانح عمری قیمت ۲/ (۷) احمد مہدی پنجابی ۴/ (۸) ردّ کفارہ پنجابی ۱/ (۹) تبلیغ احمدی ۱۰/ (۱۰) احمدیہ پاکٹ بک نہایت مفید ۱۲/ (۱۱) سالک کی فریاد بصورت قطعہ نظم خلیفۃ المسیح الثانی

برادر محمد یامین صاحب قادیان (۱) ایک غلطی کا ازالہ ۔/ (۲) قصہ رام دی ۱/ (۳) نقشہ وفات مسیحؑ ۳/ (۴) نغمۂ اکمل حصہ ششم ۱/ (۵) کلام محمود حصہ دوم ۵/ (۶) عربی بول چال ۰۲/ (۷) تعلیم المہدی ۱۰/ (۸) گلدستہ احمدیہ حصہ سوم ۳/ (۹) تقریر سیالکوٹ (خلیفۃ المسیح) قیمت ۳/ (۱۰) احمدی جنتری سنہ ۱۹۲۳ء قیمت ۲/ (۱۱) خاتم النبیین کی شان تقریر حضرت خلیفۃ المسیح قیمت ۱۰/

Digitized by Khilafat Library

نصیر بک شاپ قادیان (۱) روحانی چرخہ ۔/ (۲) گھڑیال احمدی ۔/ (۳) منارۃ المسیحؑ ۔/ (۴) مہدیؑ دی چٹھی ۔/ (۵) دربار مہدیؑ ۳/ (۶) چٹھی مسیحؑ دی ۱/ (۷) جنڈڑی ۱۰/ سب پنجابی نظمیں ہیں۔ کسر صلیب حصہ اوّل و دوم ۳/

متفرقات:- (۱) المسیح الموعودؑ مولوی نظام الدین صاحب مبلغ کشمیر نے چار ہزار چھپوایا ہے قیمت ۶/ (۲) سرمہ چشم بے نمازاں قیمت ۳/ (۳) بارہ نشان پیشگوئیوں کے متعلق نہایت مفید مؤلفہ خواجہ جلال الدین صاحب شمس قیمت ۰۲/ (۴) جدید تقویم احمدی مؤلفہ خواجہ محمد اعجاز علی شاہ صاحب قیمت ۳/ (۵) خریطہ اصلاح نفس قیمت ۲/ (ب) خریطہ ظہور المسیح قیمت ۲/ مؤلفہ مولوی فاضل رحمت اللہ صاحب قادیان (۶) آئینہ دین داری ترجمہ چہل حدیث پنجابی نظم منشی جھنڈے خاں صاحب بے ہالی۔ قیمت ۶/ (۷) مطلع انوار مسدس گوہر قیمت ۲/ (۸) احمدیہ نوٹ بک۔ ضروری حوالوں کا مجموعہ مؤلفہ ماسٹر محمد شفیع صاحب قیمت ۵/

یہ رسالہ ہر انگریزی مہینہ کی پانچ تاریخ کو قادیان دارالامان ضلع گورداسپور پنجاب سے شائع ہوتا ہے

کلکتہ کے مشہور ڈاکٹر ایس کے برمن کی تیار کردہ ۱۹۲۳ء کی کافوری جنتری نہایت خوبصورت چکنے کاغذ پر چھپ رہی ہے اگر آپ دیکھنا چاہتے ہیں تو ایک کارڈ بھیج دیجئے۔ مذکورہ بالا جنتری آپکی خدمت میں روانہ کر دیجائیگی۔

مکرددھج یعنی خالص سونے کا کُشتہ

مریض اور تندرست دونوں کے لئے یکساں مفید۔

کون ہے جو سونے کے کُشتہ کے فوائد سے واقف نہیں۔ فقط حکیم اور وید ہی نہیں بلکہ بڑے بڑے ڈاکٹر بھی اسکے مداح ہیں۔ یہ سونے کا کُشتہ خاص ہماری کیمیا خانہ میں تیار کیا گیا ہے۔ دمہ۔ بدہضمی و دیگر امراض کیلئے نہایت مفید ہے۔ قیمت سات خوراک عہ محصول سات سے اکیس خوراک تک ۶؍

تندرستی کی گفتگو

اپنی اپنی صحت کو درست رکھنے کیلئے امیر سے غریب تک فکر میں رہتے ہیں۔ دولتمند گھی۔ دودھ۔ میوہ وغیرہ کھاتے ہیں۔ اور قیمتی دوا کی تلاش کرتے ہیں۔ غریب کم خرچ جڑی۔ بوٹی اور چٹکلے کی کھوج میں رہتے ہیں۔ جاڑے کے موسم میں چونکہ مقویات کا کھانا نہایت مفید ہوتا ہے۔ کیونکہ اس موسم میں ہر چیز مریض کے موافق ہوتی ہے اس فکر اور دقت کو دور کرنیکی نہایت ہی آسان ترکیب ہے۔ جس میں نہ تو زیادہ پریشانی ہوتی ہے اور لیاقت سے باہر خرچ ہے۔ اور وہ ڈاکٹر ایس کے برمن کی گولیاں ہیں۔ آپ بھی آزمائش کر کے دیکھئے۔ یہ بھوک کو بڑھا کر نیا خون پیدا کرتی ہیں۔ جوانی میں بے اعتدالیوں کی وجہ سے جو خرابی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور جوانی میں بڑھاپے کی سی حالت ہو جاتی ہے۔ یہ سب شکائتیں دور کر کے نیا خون اور نیا جوش پیدا کرتی ہیں۔ قیمت عہ محصول ڈاک ۶؍ ۴؍

روگ کا گھر کھانسی

یہ مثل بالکل درست ہے کیونکہ ایک کھانسی کی وجہ سے حلق سے لیکر سینہ تک مختلف مرض کے ہونیکا خوف رہتا ہے سردی سے کھانسی کا آغاز ہوتا ہے اور فوراً ہی اگر مناسب علاج نہ کیا گیا تو سانس کی نلیوں میں سردی جمع ہو جاتی ہے اور اس سے گذر کر دم کشی میں رکاوٹ پسلیوں میں درد و بخار وغیرہ شروع ہو جاتے ہیں اسلئے کھانسی شروع ہوتے ہی مناسب دوا ضرور کرنا چاہیئے اور اسکی ترکیب بھی بہت آسان ہے اور وہ یہ کہ ڈاکٹر ایس۔ کے برمن کی کف اور کھانسی کی دوا نہایت درجہ مفید ثابت ہوئی ہے اس کی ایک شیشی خرید کر گھر میں ڈال رکھیں قیمت شیشی کلاں عہ خورد ۱۰؍ محصول ڈاک ۸؍ و ۷؍

ڈاکٹر ایس۔ کے۔ برمن نمبر ۵ تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ

ایجنٹ

Digitized by Khilafat Library